مالک این کتاب غلام دستگیر عرف بابا مجبو آ
اگر کسبے دعوای
۱

هُوالهادی

رسالۂ

گلزار ہدایت

بدعتون کے بیان مین جو تالیف جناب
عالم علامہ فاضل زمانہ جامع معقول و منقول حاوی
فروع و اصول مولانا محمد صبغۃ اللہ امام العلما قاضی الملک قاضی الاسلام
مدظلہ العالی کی ہی بندۂ عاصی سید محمد غوث بن سید قاسم
الحسینی واسطے نفع عام خلایق کے چھاپہ خانے مین
کشن راج کے سنہ ۱۲۶۴ ہجری
مقدسہ مین دوسرے
مرتبہ چھاپہ کروایا

مالکہ محمد مخدوم بن غلام رحیم
کان اللہ لہما

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد ہی اللہ کو جس نے اسلام کی نعمت سے ہمین سرفراز کیا اوٗر سلامتی کی راہ کا گذار
بتلاکے دوسری امتون سے ہمکو ممتاز کیا وہ صاحب ایک ہی اُس کا کوئی شریک نہین
مالک ہی ملک و ملکوت کا اُس کا کوئی ضد نہین اوٗر درود و سلام سید المرسلین شفیع
المذنبین حضرت محمد مصطفی پر کہ جنھون نے شریعت کے قواعد ہمکو دکھلائے اوٗر حلال
وحرام کی تفصیل ہمکو بتلائے کفر و ضلالت کی تاریکی کو دور کئے ایمان و ہدایت کے
چراغ سے عالم کو پر نور کئے خرابی کا سمندر پیرنے سے ڈرائے شرک و بدعت کی برائی
سمجھائے اوٗر آپکی آل و اصحاب پر کہ جنکی تائید و نصرت سے حق کا ڈنکا بجا گرا ہی
اوٗر باطل کا شعلہ بجھا حمد و صلاۃ کے بعد بندہ عاصی پر معاصی صبغۃ اللہ
بن محمد غوث مدراسی کان اللہ لہما و لاسلافہما کہتا ہی کہ بازار علم و فضل کا

اُس

اِس زمانے مین بہت کاسد ہوا شعلہ جہل و نادانی کا نہایت بھڑکا بدعت کا رواج
پھیلا سنّت پر چلنے والے کم ہوئے بدعت کو سنّت اور ضلالت کو ہدایت ٹھہرانے
والے پھیلے چنانچہ بنگلور کے شہر مین لوگ آپس مین چند مقدمات کے لئے جھگڑ
رہے ہین بعضے لوگ بموجب اللہ کے حکم کے فَاسْئَلُوا اَھْلَ الذِّکْرِ اِنْ کُنْتُمْ
لَا تَعْلَمُوْنَ چند بدعتون کا سوال کئے ہہہ عاصی باوجود قلّتِ علم کے ایک مختصر
رسالہ انکی خواہش کے موافق ہندی زبان مین لکھا تا عوام اُس سے فائدہ اٹھاوین
اور بدعتون سے بچین وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ معلوم کیجیے بدعت
لغت مین کوئی نئی چیز اختراع کرنے کو کہتے ہین پھر وہ چیز نیک ہو یا بد اور شرع مین بدعت
وہ چیزین ہین جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نہین تھی بعد اُسکو اختراع کئے ہین اور
اُس چیز کا اصل شرع مین پایا نہین جاتا اِس سے معلوم ہوا نئی چیز اختراع کرین اور شرع
کی رو سے وہ چیز ممنوع ہو تو اُسی کو اہلِ شرع بدعت کہتے ہین نیک چیز ہو تو اُسکو بدعت
نہ کہینگے لیکن مجازاً مطلق نئی اختراع کئے سو چیز کو بدعت کہتے ہین مگر قید کے ساتھ کہ جو
شرع کے قواعد کے موافق ہو اُسکو حسنہ کا قید لگاتے ہین اور موافق نہ ہو تو سیئہ کے

عبد الحی صفی

قید سے برت تے ہین اسی پر امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہین بدعت نیک بھی ہوتی ہے
اور بد جو بدعت قرآن یا حدیث کے یا صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول کے یا اجماع امت کے
برخلاف ہو وہ بدعت ضلالت و سیئہ ہے اور جو بدعت اُنکے مخالف نہ ہو تو وہ بد نہین
شیخ عز الدین بن عبد السلام وغیرہ علما کہتے ہین بدعت مین جب نیک و بد دونون
ہون تو احکام الہی جیسے پانچ ہین یعنی واجب اور حرام اور مندوب اور مکروہ اور مباح
بدعت کے بھی پانچ قسم ہوتے ہین ایک بدعت واجب جیسے نحو اور صرف کا علم جاننا
اور شرعی علوم کے کتب تدوین کرنی یے بدعت ہین لیکن واجب علی الکفایہ ہین کیونکہ شریعت
کی محافظت واجب ہے وہ محافظت بدون اُن علوم کے اور کتب کی تدوین کے حاصل
نہین ہوتی تو وے واجب کا مقدمہ ٹھہرے وے بھی واجب ہوئے دوسری قسم بدعت حرام
جیسے اہل بدعت کے مذاہب ہین مثل رافضی خارجی معتزلی اور جیسے علم ایستادہ کرنا
تیسری قسم بدعت مندوب جیسے مدرسے اور مسافر خانے بنانا اور دوسرے نیک کام جو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے مین نہین تھے چوتھی قسم بدعت مکروہ جیسا مساجد مین نقش و نگار
کرنا پانچوین قسم بدعت مباح جیسا جبے کی آستین پہن رکھنا اور لذیذ کھانے کھانا اور صبح اور عصر

کی نماز

بدعت کی تعریف شرعی اور اسکے احکام

کی نماز کے بعد مصافحہ کرنا بدعت کونسی قسم مین داخل ہی سو جاننیکا ضابطہ یہہ ہی کہ اُس
بدعت کو شرع کے قواعد پر تطبیق دیکے دیکھے اِن پانچ احکام سے جس حکم مین داخل ہوتی ہو
اُس مین شمار کرنا سنت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چلنے اور بدعت سے پرہیز
کرنیکے باب مین بہت سی حدیثین آئی ہین بخاری اور مسلم اور ابو داود اور ابن ماجہ
نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص ہمارے اِس امر مین یعنی ہمارے دین مین نو پیدا کریگا ایسی چیز جو اُس مین نہین تو
وہ چیز مردود ہی مسلم کی ایک روایت مین آیا ہی جو کوئی کچھہ عمل کریگا ایسا جو اُس پر
ہمارا امر نہین تو وہ عمل مردود ہی مسلم اور ابن ماجہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت
کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے بہتر سخن اللہ کی کتاب ہی یعنی قرآن اور بہتر
طریقہ طریقہ محمد کا ہی اور بدتر کام محدثات یعنی بدعتین ہین اور جو بدعت ہی سو
ضلالت ہی معلوم کیجیے سابق ہمنے لکھے ہین کہ نئی چیز جو مخالف شرع کے ہو اُسکو
بدعت کہتے ہین سو اِس حدیث مین اور دوسری حدیثون مین بدعت جو مذکور ہی
اِسی معنی سے ہی امام احمد اور ابو داود اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن حبان اپنی صحیح مین

اور حاکم مستدرک مین عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین اُسنے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمکو ایکبار وعظ ایسا فرمائے کہ اُس سے ہمارے دل گھبرائے اور
آنکھین اشک سے بھر آئین پھر ہم عرض کئے یا رسول اللہ یہہ وعظ گویا رخصت ہونے والے
کی وصیّت کی مانند ہی سو ہمکو وصیّت کرو آپ فرمائے ہین ہمکو اللہ سے ڈرو کر کے
وصیّت کرتا ہون اور بات سُننا اور اطاعت کرنا مسلمانون کے امیر کی اگرچہ
تُم پر غلام بھی امیر ہو اور تم سے جو جیتا رہیگا تو آپس مین بہت اختلاف کرتے سو
دیکھیگا تم اپنے پر لازم کرلو میری سنّت اور سنّت خُلفا کی جو راشدین اور مہدیین ہین
اُس سنّت کو اپنی دانتون سے مضبوط پکڑو اور بدعتون سے ڈرو کیونکہ جو بدعت ہی سو
ضلالت ہی ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن صحیح ہی ابن حبان اور حاکم بھی اِس حدیث
کی تصحیح کئے ہین مسلم نے جریر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو شخص نیک سنّت نکالا تو اُس کو اُس کا ثواب ملتا ہی اور اُسکے بعد جو وہ
عمل کرے اُنکا ثواب بھی ملتا ہی بے کم و کاست اور جو شخص اسلام مین بد طریق نکالتا ہی
اُس پر اُس کا گناہ ہوتا ہی اور اُسکے بعد جو اُس طریق پر چلے اُس کا گناہ بھی اُس نکالنے والے

ہوتا

ہوتا ہے بے کم و کاست ابن ماجہ اور ترمذی نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے
روایت کیے ہین اُس نے اپنے باپ سے روایت کیا ہے وہ اپنے باپ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے جو شخص کسی سنت کو میری سنتون سے جو میرے بعد
اٹھ گئی ہے زندہ کریگا تو جتنے لوگ اُس پر عمل کرتے ہین اُنکے ثواب کی مانند اجر اُسکو
ملیگا بلا کم و کاست اور جو شخص ضلالت کی کوئی بدعت کہ جس سے اللہ اور اُس کا رسول
راضی نہین نکالیگا تو جتنے لوگ اُس پر عمل کرتے ہین اُنون کے گناہون کی مانند اُس نکالنے
والے پر گناہ ہوگا بلا کم و کاست ترمذی نے کہا کہ یہہ حدیث حسن ہے ابن ماجہ اور ابن
ابی عاصم کتاب السنہ مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی بدعتی کے عمل کو قبول نہین کرتا یہان تک کہ اپنی بدعت کو وہ چھوڑدے
ابن ماجہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
اللہ تعالی بدعتی کے روزے اور حج اور عمرے اور جہاد کو اور اُسکے صرف و عدل کو قبول
نہین کرتا بدعتی اسلام سے نکل جاتا ہے جیسا بال گوندھے آٹے سے نکل جاتا ہے صرف سے توبہ
اور عدل سے فدیہ مراد ہے بعضے صرف سے نفل اور عدل سے فرض کہتے ہین معلوم کیجیے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت بدعت کے کام کرینگی کرکے خبر دیچکے ہین بخاری نے
ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے لَا تَقُوْمُ
السَّاعَۃُ حَتّٰی تَاْخُذَ اُمَّتِیْ بِاَخْذِ الْقُرُوْنِ قَبْلَھَا شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ
فَقِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَفَارِسَ وَالرُّوْمِ فَقَالَ وَمَنِ النَّاسُ اِلَّا اُولٰئِکَ
یعنی قیامت نہ قایم ہوگی یہان تک کہ میری امت اگلون کی چال اختیار کریگی بالشت کو
بالشت ہاتھ کو ہاتھ کسی نے کہا یا رسول اللہ کیا مثال فارس اور روم کے تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اگلے کون لوگ ہین مگر وہی تو ہین امام احمد اور بخاری اور مسلم
نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے
لَتَتَّبِعُنَّ سَنَنَ مَنْ قَبْلَکُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوْ دَخَلُوْا
جُحْرَ ضَبٍّ تَبِعْتُمُوْہُ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی قَالَ فَمَنْ
یعنی تم پیروی کروگے انکے طریقون کی جو تمھارے اگلے ہوے بالشت کو بالشت ہاتھ کو ہاتھ
یہان تک کہ اگر وے سوراخ مین گھور پھور کے جاوین تو تم بھی جاوگے ہم کہے یا رسول اللہ
اگلے جو ہوے کیا وے یہود و نصاری ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے وے نہین تو پھر کون

ابی سعید رض

اِس حدیث کو حاکم مستدرک مین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی روایت کیا ہی اوٗر اُسکی آخر مین یہہ بھی زیادہ کیا ہی اوٗر یہان تک کہ اُنمین کا کوئی شخص اپنی عورت سے راستے مین جماع کیا ہی تو تم بھی کروگے حاکم کہا یہہ حدیث صحیح ہی مسلم کی شرط پر اور اِسکو بزار بھی روایت کیا ہی ہیثمی نے کہا اُسکی سند کے راویان ثقہ ہین اِن احادیث کا خلاصہ یہہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دئے ہین کہ اپکی امت کے لوگ بدعتین اوٗر بدمذہبین اختیار کرینگے اوٗر اگلی امتون کی ڈھنگ چلن پر چلینگے اِس حدیث مین ظاہر کے دیکھتے غیب کی خبر ہی لیکن اُس کے خبر دینے سے آپ کا غرض یہہ ہی کہ اپنی امت کو انکی پیروی اور مشابہت سے منع کرنا تا وے دین محمدی کے احکام کو اور مسلمانون کی چلن کو ترک کر کے دوسرے قومون کی طرف التفات نہ کرین اوٗر انکی آئین پر نہ چلین اوٗر بالشت اوٗر ہاتھ اور گھورپھوڑ کی سوراخ مین پیٹھنا جو فرمائے اُنکی متابعت و مشابہت کرنے کی تمثیل ہی کہ شرع جن چیزون سے منع کئی اوٗر جنکی مذمت کئی ہی اُن چیزون مین اگلون کی نہایت مطابقت کرینگی ذرّہ بھی تفرقہ نہ رکھینگی اگلون کی مشابہت سے جو منع فرمائے اُس سے علی العموم کفار مراد ہین خواہ اہل کتاب ہون یا دوسرے روم و فارس ہون یا ہند و چین

لیکن عربون کے پاس اُس وقت کے لوگون مین یہی لوگ مشہور تھے اِس لئے لوگ کیا وہی مین
یا دوسرے سو سوال کئے اوٗر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بھی وہی مین کرکے ارشاد فرمائے
کیونکہ اگلون کی متابعت جو کرینگے دینی امور مین یا دنیوی مین دینی امور مین متابعت
کرین تو یہود و نصاری کے سوائی دوسرا کوئی نہین کیونکہ دینی امور کی باتین اوٗر اُسکی تعلیم
کچھ باقی رہی تھی تو انہین مین تھی دنیوی امور مین متابعت کے لایق تھے تو فارس اوٗر
روم کے سلاطین ہی نام آور تھے روے زمین مین دوسرے سلاطین سب اُنہین کے خراج
گذار تھے پھر سب اُنہین کے تابعدار بنے بعضے صحابہ لوگ سے فارس اوٗر روم کا ارادہ کئے
اوٗر بعضون نے یہود و نصاری سمجھے اِس کا سبب شاید قراین ہو یعنی جو لوگ فارس و روم کہے
سو وہان مذاکرہ دنیوی امور کا تھا اِس سے فارس و روم کہے اوٗر جو یہود و نصاری سمجھے
وہان مذاکرہ دینی باتون کا تھا غرض آپکے کہے کے موافق ظہور مین آیا عبد الروف مناوی
شرح جامع الصغیر مین لکھا ہے کہ اکثر لوگ لباس اوٗر سواری اوٗر جنگون مین چال اہل فارس کی
اختیار کئے اوٗر مسجدون کے نقش و نگار کرنے مین اوٗر قبور کی اتنی تعظیم کرنی کہ عوام اُنکی پرستش
کے قریب ہین اور رشوت لینے مین اوٗر ناتوان پر احکامِ شرع جاری کرنے مین اوٗر جمعہ کے دن

کچھ معاملات نہ کرنے مین اوٗر انگلی سے سلام کرنے مین اوٗر حایضہ عورت کھانیکو نہ چھینے
مین یہود و نصاریٰ کا طریقہ اختیار کئے اِسکے سوائے اوٗر بھی بہت سے اُنکے بُرے کام اختیار کیے
انتہی بندۂ عاصی کہتا ہی مناوی نے جو کہا اپنے زمانے کا حال کہا اِس زمانے مین سلاطینِ اسلام
اہلِ فرنگ کی چال اختیار کرکے انکی ڈھب پر لباس و سواری وغیرہ اختیار کئے ہند کے لوگ
اکثر رسوم برہمن اوٗر راجپوت اوٗر مرہٹے وغیرہ کے اختیار کئے اوٗر اپنی خوشی اوٗر غم مین
اُنکے رواج پر چلے سابق کے بد رُسوم پر تازے رسوم ہنود کے بڑھا دئے بعضے تو اُنہین قوم والے
تھے مسلمان ہونے کے بعد اپنے قدیم رواج کو ترک نہ کرکے اُسی کو باقی رکھے اوٗر بعضے اُنکا دیکھکر
اُسی طرح کرنے لگے اِسلام کے سلاطین جو ہند پر مُسلّط ہوئے اُنھون کو بھی دینی اُمور کے
اجرا کرنے پر اہتمام نتھا بلکہ ہندوٗون کے رُسوم اوٗر بدعتین اجرا کرنے پر ساعی تھے اِس سبب سے
کفار کے رسوم بہت شایع ہو گئے **معلوم کیجئے** اہلِ ہند کے پاس جو بدعتین مروّج ہین
اُنمین بعضی بدعتین ایسی ہین کہ جن سے آدمی مشرک بن جاتا ہی بعضی بدعتون کو عوام سمجھتے ہین
کہ اُنکے کرنے سے اِسلام کا رُعب کفار پر ہوتا ہی سو بات سراسر خطا ہی کیونکہ بدعتین کہ جن کے
کرنے سے دین و ایمان مین خلل آتا ہی وے دینِ اسلام کے رُعب کا سبب ہونا محال ہی تقویٰ اوٗر

پرہیزگاری اختیار کرنا اور دین کے کام کہ جن مین اسلام کی ترقی ہو البتہ رعب کا سبب ہین
جن مین خواہشہاے نفسانی اور تسویلات شیطانی ہون وے رعب کا سبب کیونکر ہو وینگے

اب ہم چند رسوم اور بدعتون کا احوال لکھتے ہین از انجملہ محرم مین
جو رسوم رواج پائے ہین نہایت مذموم و بغایت قبیح ہین سونے روپے تانبے پیتل وغیرہ
کے پنجے کو لکڑی مین چوکے اسکو بہتر کپڑے باندھنا اور پھول کے ہار پہنانا اور انکی تعظیم
و توقیر کرنی اور شب گشت نکالنا بعینہ رواج کفار کا ہے جو اپنے بتون کے ساتھ کرتے ہین
انکو ایستادہ کرنے کی حرمت مین تو کیا شک اندیشہ شرک کا ہے کیونکہ یہہ انصاب مین داخل ہین
انصاب کا پوجنا شرک ہے اللہ تعالی فرماتا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ
وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ
یعنی اے ایمان والو یہہ جو ہے شراب اور جوا اور انصاب اور پانسے گندے کام ہین شیطان کے
سو انسے بچتے رہو شاید تمہارا بھلا ہو اس آیت مین انصاب کو رجس کہا اور انسے پرہیز کرنیکا
حکم فرمایا انصاب جمع نصب کا ہے نصب کہتے ہین اس چیز کو جسے ایستادہ کرتے ہین اس سے
کیا مراد ہے اس مین دو قول ہین بعضے کہتے ہین وے پتھر تھے جنکو قریش کعبے کے گرد پوجا کرتے تھے

نشدہ ون کا حکم

اور اُن پر جانور کو بتون کے نام سے ذبح کرتے تھے اور بعضے کہتے ہین اللہ کے سوائے جن چیزونکی
پرستش کرتے ہین وہ نصب ہین جاہلیت مین عرب جو بتون کی پرستش کرتے تھے وے بت دو طور کے
تھے ایک ایسے جنکو مورت رہتی تھی اُسکو صنم کہتے ہین دوسرے ایسے جنکو صورت نتھی پتھر
یا لکڑی بن مورت کے گھڑ آکرتے تھے اُسکو وثن کہتے ہین ابن الاثیر نہایہ مین لکھا ہی کفار
جس کو آلہ ٹھہراتے ہین اللہ تعالی کے سوائے وہ صنم ہی اور بعضے کہتے ہین جس کو جسم یا مورت
ہو تو وہ صنم ہی اگر جسم یا مورت نہ ہو تو وہ وثن ہی اور نصب وے پتھر تھے جاہلیت مین اُنکو ایستادہ
کرتے تھے اور صنم ٹھہراکے اُنکی پرستش کرتے تھے طیبی مشکات کی شرح مین لکھا ہی انصاب
پتھر تھے اُنکی پرستش کرتے تھے اور جانور کو اُنکے پاس ذبح کرتے تھے اور جو پتھر ہو یا درخت یا
اور کوئی شی جس کو استادہ کرتے ہین اور اُنکی تعظیم کا اعتقاد رکھتے ہین تو وہ نصب ہی اور شمس العلوم
مین لکھا ہی نصب وہ ہی کہ پتھر یا اور کوئی شی ایستادہ کر کے اُس کی عبادت کرین اِن قولون سے
معلوم ہوا کہ محرم مین علم جو ایستادہ کرتے ہین انصاب مین داخل ہین پھر اُنکی تعظیم و توقیر کرنی
ہاتھ باندھکے روبرو کھڑے ہونا ادب سے دوزانو اُنکے روبرو بیٹھنا اور رکوع کی حالت مین
آگے اُنکو مجرا کرنا اُنسے مراد مانگنی نذر نیاز لاکے چڑھانا اِنکے سوائے اور بھی حرکتین جو کرتے ہین

تمام حرام ہین بعضی حالتون مین اندیشہ کفر کا ہے علی الخصوص انکو جو شخص سجدہ کرے وہ کافر

ہے اللہ تعالی فرماتا ہے لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ

خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ یعنی سجدہ نکرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ

کرو خاص اللہ کو جس نے انکو بنائے اگر اُسیکو پوجتے ہو سورج اور چاند اللہ تعالی کی اُن نشانیون

سے بڑی دو آیتین ہین کہ جنکو کفار پوجتے تھے اللہ تعالی نے انکو سجدہ کرنے سے منع کیا

کیونکہ وے مخلوق ہین جو مخلوق ہو لایق سجدے کے نہین سجدہ اُسی کو لایق ہے جو سب کا خالق ہو

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہین کہ کوئی شخص کسی شخص کو یعنی کسی مخلوق کو سجدہ کرنا

سزاوار اور درست نہین چارو مذہب کے علما صراحۃً لکھہ دئے ہین کہ ایسی چیزون کو مجرد

سجدہ کرنیکے آدمی کافر ہوتا ہے کیونکہ ان چیزونکی تعظیم کسی وجہ سے شرع مین وارد نہین ہوئی شافعی

فقہ کی کتابون مین لکھے ہین وہ فعل کہ جسکے کرنے سے آدمی کافر ہوتا ہے سجدہ ہے بت کو کرین یا سورج

کو یا اور کسی مخلوق کو اور شیخ ابن الہمام جو حنفیہ کا بڑا امام ہے اپنی کتاب مسایرہ مین لکھا ہے کہ

ایمان کے لئے چند چیزین ترک کرنی ضرور ہین جیسا بت اور جو اُس کی مانند ہو انکا سجدہ ترک کرنا

اگر کوئی انکو سجدہ کریگا تو کافر ہوگا اور شرح مواقف مین اس بات پر علما کا اجماع نقل کیا ہے

اب سنئے فقیر جو بنتے ہین فقیر نہین ہوتے بلکہ شیطان ہوتے ہین بیحیائی کا لباس
پہنتے ہین کوئی تو منہہ کو کالک لگاکے سیاہ کرتا ہی کوئی بدن کو راکھہ لگاکے سفید بناتا ہی کوئی
مجنون اور کوئی بھرنگ کوئی سناسی اور کوئی ملنگ کوئی ریچھہ کوئی باگھہ کوئی فساد کا بچھو
کوئی ناگ غرض اللہ تعالی نے بنائی سو خلقت کو تغیر دیکے یے صورتین بنائی اور اپنی عادت
چھوڑ دیکے کافرون کا بھیس اختیار کرنا بڑے گناہ کا سبب ہوتا ہی اور اللہ تعالی کی بنائی ہوئی
خلقت کو تغیر دینیوالون کے حق مین لعنت آئی ہی ایسی لعنتی صورتین بناکے ستار ڈھولک
بجاتے گاتے ہوے پھرتے ہین اور بیراگی برہمن بنکے ان کا لباس جو مخصوص ہی پہنتے ہین گلے مین
جینو ڈالتے ہین ماتھے پر نام قشقہ لگاتے ہین کہ جس کے فعل مین اندیشہ کفر کا ہی حنفی فقہ کی
کتابون مین لکھتے ہین اگر کوئی زنار یعنی جینو باندھیگا تو کافر ہوگا اور شافعی فقہ کی
کتب مین لکھے ہین جو شخص کافرون کا لباس جو انسے خصوصیت رکھتا ہی پہنے انکے دین سے
راضی ہونیکی نیت سے یا انکی طرف میلان دل رکھکے یا اسلام کی اہانت کی راہ کرتے تو کافر
ہوتا ہی اور جو لوگ داڑھی باندھکے جبہ پہنکے حاجیون کی اہانت کرتے ہین اور نماز کی مسخری
کرتے ہین اور علما مشایخ کی نقل بناکے مسخری کرتے ہین انکو مرتد بولا جاوے ان کے سوائے

بھی بہت سے بد کام محرم مین کرتے ہین لوگونکی ہجو کرتے ہین فحش کہتے ہین گالی دیتے ہین غیبت کرتے ہین تماشا دیکھنے کے واسطے عورتین اور مردون کا ہجوم ہوتا ہی عورت مرد باہمدگر مخلوط ہوجاتے ہین اور آپس مین ٹکرین دیتے ہین اور مستورات چلون سے تماشا نامحرم مردونکا دیکھتے ہین غرض کوئی قبیح کام نہین چھوڑتے ہین اور اِسکو امام کا ظہور اقرار دیتے ہین امام کا ظہور ا تو نہین بلکہ شیطان کا فریب ہی کیونکہ ایسے بُرے افعال سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہُ بیزار اور ناخوش ہین جناب سراج العلما مولانا محمد سعید اسلمی سلمہ اللہ تعالی اپنی کتاب سفینۃ النجات مین جو لکھے ہین اُس کا ترجمہ یہہ ہی ازجملہ منکرات محرم کے رُسوم ہین جو عام وخاص تمام لوگون مین شایع ہوئے ہین اور اُنکی نظرون مین اَہَم اُمور ٹھہرے ہین حالانکہ اِن کامون کو شرع مین کچھ اصل نہین بلکہ دین وایمان برباد ہوتا ہی حضرت امام حُسین رضی اللہ عنہ کے نام سے فاتحہ کرنا بصدقات مالی وبدنی دل کی محبت کے ساتھ غایت الامر مستحسن اور مستحب ہو لیکن جب اُس کے ساتھ یے منکرات ہون کہ جنکی بدی غایت کو پہنچ چکی اور قباحت اُنکی نہایت مرتبے تک دراز ہوئی کئی وجہ سے پہلے تو تابوت بنانا اور بت پرستون کی مانند اُنکا نصب اور نعل استادہ کرنا اور اُنکی تعظیم وتوقیر کرنی کفر شنیع ہی دوسرا چراغ ومشعل مین مال بیجا صرف کرنا

اور بے حیا اور بے آبرو فاسقون کو پیسے دینا سخت حرام ہی تیسرا ہرے کالے کپڑے پہننا

اور پشت پر دُم باندھنا اور لال ہرے آتیان ہاتھ و گلے مین ڈالنا چوتھا اقسام کی شکلین

اور صورتین بنانی اور ہزارون طرح کے لہو و لعب مین مشغول ہونا اور دین و کتاب اور سُنت

و مسلمانونکی سخری کرنی اور صلحا کی مذمت و اہانت کرنی اور فسق و فجور اور فحش اور

بد کام کے مرتکب ہونا دین و ایمان سے بالکل ہاتھ دھونا ہی کوئی حیا و آبرو والا ان کامونکو

گوارا نہ رکھیگا یہہ تمام کام ضلالت کے ہین جہالت حد سے گذر چکی ہی اور تعزیے مین سینہ زنی

کرنی اور مرثیہ خوانی اور بزرگون کی بدگوئی مین کوشش کرنی اور عبادت سے زیادہ اہتمام

اِس مین کرنا اُس ضلالت پر علاوہ ہی جب فاتحہ مین یے محرمات مخلوط ہون تو استحباب کہان

باقی رہا اور اِن کفریات اور منکرات کے ساتھ کام ایسا کہ جسکا اصل مستحب ہوے کفر مغلظ ہو جاتا ہی

ہان اِن کامون سے دین و ایمان بالکلیہ جاتا رہتا ہی اور انواع کے کفر و فسق اُسکی سبب سے

لازم ہوتے ہین بزرگان دین کے ساتھ ایسی بیہودہ دوستی رکھنی اور اُس پر ثواب آخرت کے

امیدوار رہنا گمراہی ہی کہ جسکو انتہا نہین انتہی **از انجملہ جھنڈا** ہی مولا علی اور پیر دستگیر

اور شیخ احمد رفاعی اور قادر ولی اور کات باوا کے نام سے جھنڈے کھڑا کرتے ہین جھنڈی

نکالتے ہین اور انکی تعظیم و توقیر کرتے ہین سہرے گہوارے لاکے چڑھاتے ہین نذر نیاز لاکے گذارنے ہین یے سب حرام ہین اور یے جھنڈے بھی انصاب مین داخل ہین شدون کی حرمت کی جو دلیل ہی انکی حرمت مین بھی وہی دلیل جاری ہوتی ہی شیخ ابن حجر مکی نے فتح المعین شرح اربعین مین پانچوین حدیث کی شرح مین بدعت سیئہ جو حرام ہی وہان لکھا ہی وے جو اس مین یے لوگ مبتلا ہونا عام ہوا اور شیطان عوام الناس کو فریب دیا ہی سو یہہ ہی کہ لوگ دیوار یا ستون بناتے ہین یا چشمہ یا پتھر یا درخت وغیرہ کی تعظیم کرتے ہین اس امید سے کہ اس سے شفا حاصل ہوتی ہی یا حاجت بر آتی ہی اس مین انکے قبایح ظاہر ہین بیان کرنیکی حاجت نہین صحیح حدیث مین آیا ہی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم حنین کی طرف ایک بیر کے درخت پر گذرے دیکھے تو مشرکان اس درخت کی تعظیم کرتے ہین اور اپنے ہتھیار اس پر لٹکاتے ہین سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیے یا رسول اللہ اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ یعنی یا رسول اللہ ہمارے لئے ایک درخت مقرر فرماؤ کہ اس پر ہم ہتھیار چڑھایا کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اَللّٰهُ اَکْبَرُ یہہ بات تو ویسی ہی جو موسیٰ کی قوم کہی تھی اِجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ سو تم اپنے اگے جو لوگ ہوئے ہین انکی طریق اختیار کروگے انتہی معلوم کیجئے

ابن حجر نے یہہ حدیث جو لکھا ہی اُس حدیث کو امام احمد اور ترمذی اور نسائی اور بغوی
تفسیر مین ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین ترمذی نے کہا ہی کہ وہ حدیث
حسن صحیح ہی امام احمد کی روایت مین یون ہی کہ ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ نے کہے کہ ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مکّے سے حُنین کی طرف جو نکلے دیکھے کیا ہین کہ ایک بیر کا درخت ہی
اُس کا نام ذاتِ اَنْوَاط تھا کفار اُسکے پاس لگے بیٹھتے اور اُسکو ہتھیار باندھتے بعد ہم
دوسرے ایک بیر کے درخت پر گذرے وہ بہت بڑا اور نہایت سبز تھا ہم کہے یا رسول اللہ
اِس درخت کو ہمارے لئے ذاتِ انواط کیجے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے قسم اُسکی جسکے
دستِ قدرت مین میری جان ہی تم یہہ کہتے ہو جیسا موسیٰ کی قوم کہی تھی اِجْعَلْ لَنَا اِلٰھاً
کَمَا لَھُمْ اٰلِھَۃٌ قَالَ اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْھَلُوْنَ یے تو اگلے طریق ہین تم اگلے لوگ کی
ایک ایک چلن اختیار کروگے موسیٰ علیہ السلام کی قوم کی مثال جو فرمائے اُنکا قصہ اللہ تعالیٰ نے
وہان مین فرماتا ہی کہ وَجَاوَزْنَا بِبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْبَحْرَ اور پار اُتارا ہمنے بنی اسرائیل کو
دریا سے تو فَاَتَوْا عَلٰی قَوْمٍ یَّعْکُفُوْنَ عَلٰٓی اَصْنَامٍ لَّھُمْ وے پہنچے ایک لوگون پر کہ
لگے بیٹھتے تھے اپنے بتون پر یعنی بت کی عبادت کے واسطے اُسکے پاس بیٹھے رہتے تھے کہتے ہین

انواط جمع نوط کا ہے اسکا معنی لٹکانا اسی درخت پر ہتھیار
لٹکاتے تھے اسلئے اسکا نام ذات انواط ہے قاضی
عیاض نے شفا مین کہا ہے کہ ذات انواط
ایک بڑا درخت تھا سبز اور کفار اپنے ہتھیار
وہان جمع ہوتے اور اسکی تعظیم کرتے اور جب حج کرتے
لٹکاتے اور اسکے پاس جانور ذبح کرتے اور [illegible]
اس درخت کی تعظیم کے واسطے اپنی چادر [illegible]
[illegible] منہ

کہ وہ بت گائے کی مورت تھی قَالُوا بنی اسرائیل بولے یَا مُوْسَی اجْعَلْ لَنَا اِلٰهًا کَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ای موسی بنادے ہمکو بھی ایک الہ جیسے انکے الہ ہین قَالَ کہا موسی نے اِنَّکُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ مقرر تم لوگ نادانی کرتے ہو اِنَّ هٰؤُلَاءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيْهِ یے لوگ جو ہین انھین تباہ ہونا ہی جس کام مین لگے ہین یعنی وے بت پرست جس کام مین لگے ہین اُس کام کو اور انکے دین کو اللہ تعالی توڑتا ہی اور بتون کو چکنا چور کرتا ہی وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ اور باطل ہی جو کر رہے ہین قَالَ کہا موسی اَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْغِيْكُمْ اِلٰهًا وَّهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِيْنَ کیا اللہ کے سوائے لادون تمکو کوئی معبود اور اُس نے تمکو بزرگی دی سب جہان پر بغوی نے کہا ہی کہ بنی اسرائیل موسی علیہ السلام سے یہہ سوال جو کئے اللہ تعالی کی وحدانیت مین شک لاکر نہین تھا انکا غرض یہہ تھا ہمارے لئے کوئی چیز ٹھہراؤ تا ہم اُسکی تعظیم کرین اور اُسکی تعظیم سے اللہ تعالی کا تقرب ملے وے اپنے کمال جہل سے سمجھے کہ ایسا کام کرنے سے دین مین خلل نہین ہوتا امام فخر الدین رازی اپنی تفسیر مین لکھا ہی کہ عقلمند آدمی موسی علیہ السلام سے ہرگز نہ کہیگا کہ ہمارے لئے الہ اور خالق اور مدبر بنادے کیونکہ موسی علیہ الصلوۃ والسلام کی بنائی ہوئی چیز تمام عالم کا خالق و مدبر ہونا ممکن نہین جو شخص اس بات مین شک کرے

وہ بے وقوف ہے اقرب بصواب یہہ ہے کہ وے موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے چاہے
اپنے لئے بت یا کوئی مورت معین کر دیوے تا اُسکی عبادت سے اللہ تعالی کا تقرب ملے
اللہ تعالی نے بت پرستوں سے یہی بات نقل کیا جو کے مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ
زُلْفٰى یعنی ہم اُنکی پرستش نہین کرتے مگر اتنے کے لئے کہ ہمکو پہنچا وین اللہ کی طرف کے درجے
جب یہہ بات تجکو معلوم ہوئی تو اب کوئی سایل سوال کر سکتا ہے کہ اتنی بات سے کفر کیونکر
ہوگا اُس کا ہم جواب دینگے کہ سب انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کا اتفاق ہو چکا کہ اللہ کے
غیر کی عبادت کرنی کفر ہے خواہ اُس غیر کو تمام عالم کا اِلٰہ و معبود ہی کرکے اعتقاد کرے خواہ اُسکی
عبادت کرنیکو اللہ تعالی کے تقرب کا سبب جانے انتہی الغرض شدّے جھنڈے کھڑے کرنا اور اُنکی تعظیم و توقیر
کرنی اور حضرت بی بی کا چشمہ اور مولی کا پہاڑ مقرر کرنا اور اُسکو زیارتگاہ ٹھہرانا اور مرد و زن
وہاں ہجوم کرنا یے سب کام بدعت کے اور حرام ہین اگر اُنکی عبادت کرین اور اللہ تعالی کے تقرب کا
سبب ٹھہراوین تو کافر ہوینگے معلوم کیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو آثار و مشاہد ہین اُسکو تبرک کرنا
اور ایسا ہی دوسرے صلحا اور بزرگون کے آثار کو تبرک کرنا منہی نہین بلکہ مستحب ہے مگر فتنے کا یا عقیدہ فاسد
ہونیکا اندیشہ ہو تو اُس وقت منع پہنچتا ہے اِن چیزون کو تبرک کرنا صحابہ رضی اللہ عنہم کے فعل سے ثابت ہوا ہے

[illegible] صاحب [illegible] بیان

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع مین اپنے سر مبارک کے بال جب منڈوائے تو آدھے
سر کے بال ابو طلحہ کو عنایت کئے اور آدھے سر کے بال سب صحابہ مین تقسیم کئے یہ جو تقسیم کئے
محض تبرک کے لیے تھا عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر مین مسجد جب بنائے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت کئے اور عرض کئے کہ آپ آکے جس جگہہ نماز ادا کرینگے
مین اُسی مقام کو نماز کی جگہہ ٹھہراونگا اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکّے کو جاتے تو جس
مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُترے تھے اور نماز پڑھتے تھے وہان اُترتے اور نماز پڑھتے
اور بی بی ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موے مبارک تھے کوئی بیمار ہوتا تو
شفا حاصل ہونے کی خاطر موے مبارک کو دھو کے وہ پانی اُس بیمار کو پلاتی اور سہل بن سعد ساعدی
رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قدح تھا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پئے تھے سو سہل نے تبرک واسطے
لوگون کو اُس قدح سے پلایا کرتے پھر عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ اُس قدح کو سہل سے مانگلئے
یے تمام روایتین صحیح بخاری وغیرہ مین ہین اور یہہ بھی ہی کہ انس رضی اللہ عنہ کے پاس ایک قدح تھا
کہ جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانی دودھ وغیرہ پلایا کرتے تھے سو اُس سے لوگ تبرک واسطے
پانی پیتے تھے بخاری نے اُس قدح کو نضر بن انس کی میراث سے آٹھہ لاک درم کو خرید کئے

تمام

امام نووی اپنی مناسک کی کتاب مین لکھے ہین مدینے مین تمام مشاہد جو ہین وہان جانا مستحب
ہی اور ایسا ہی کوین جنکے پانی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو یا غسل کئے ہین وہان جا کے
انکا پانی پینا اور وضو کرنا مستحب ہی قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفا فی تعریف حقوق
المصطفی مین لکھا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرنے مین یہہ بھی ہی کہ آپکے تمام
اسباب کی تعظیم کرنا اور آپکے مشاہد و امکنہ جو ہین جیسے مکہ اور مدینہ اور معاہد اور جس
چیز کو آپ لمس کئے ہین یا آپکی طرف مشہور ہی سب کا اکرام کرنا اور بھی لکھا ہی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما
نے منبر پر جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشستگاہ تھی اپنا ہاتھ رکھکے اپنے منہہ پر پھرائے
شہاب الدین خفاجی شفا کی شرح مین لکھا ہی کہ ابن عمر نے ہاتھ جو منہہ پر پھیرے سو اسلئے
تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف اور کپڑے جہان کہین لگے ہین اسکو تبرک کرین
اور کہا ہی کہ ابن عمر کے اس فعل کو ابن سعد نے روایت کیا ہی اس سے معلوم ہوا انبیا اور
صلحا کے آثار اور جو چیز انھون سے تعلق رکھتی ہی اس کو تبرک کرنا جایز ہی مگر اسکے کرنے سے
فتنہ یا عقیدہ فاسد ہونیکا اندیشہ ہو تو نہ کیا جاوے عمر رضی اللہ عنہ نے درخت کو کہ جس کے
پاس بیعت الرضوان ہوئی قطع کروائے سو اسی فتنے پر حمل کرنا کیونکہ لوگ نئے مسلمان تھے اسکو آپ

قطع نہ کروائے تو لوگ مفتون ہوتے ابن عُمر کے اوڑ عُمر کے فعل مین کچھ منافات نہین ہمارے
زمانیکے جاہل لوگ اِسکو یعنی ابن عُمر کے فعل کو جو انکار کرتے مین اُنکی بات کو کچھ اعتبار نہین انتہی
حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری مین ابن عُمر راہ کے مساجد مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم
جہان کہین نماز پڑھے تھے وہان نماز جو پڑھتے تھے لکھا ہی کہ اُنکے نماز پڑھنے سے معلوم ہوا
کہ ابن عُمر اُن مکانون کو متبرک جانتے تھے اِنکا فعل نقیض نہین اُس کا جو عُمر رضی اللہ عنہ سے
ثابت ہوا کہ ایکبار سفر مین عُمر رضی اللہ عنہ نے دیکھے لوگ کسی جگہہ کی طرف جلدی سے جاتے ہین
عُمر پوچھے کاہسکو وہان جاتے ہو لوگ کہے کہ اُس جگہہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے تھے عُمر کہے
جِسکو نماز پڑھنا ہو تو نماز پڑھے نہین تو چلا جاوے اہل کتاب کی ہلاکی کا سبب یہی تو تھا کہ وے
اپنے پیغمبرون کی آثار کے درپی ہوے اوڑ اُنکو کنیسہ اوڑ بیعہ بنائے ہم جو کہے یہہ قول ابن عُمر کے فعل کا
نقیض نہین کیونکہ عُمر نے نماز ادا نہ کر کے خالی زیارت کرنی مکروہ جانے یا اندیشہ کیے کہ جسکو حقیقت
امر معلوم نہین وہ شخص اسکو واجب ٹھہرالیگا یے دونون بات سے ابن عُمر کو امن تھا اور عتبان
بن مالک رضی اللہ عنہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرنا کہ آپ میرے گھر کو تشریف لاکے
نماز پڑھین تو مین اُس مکان کو نماز گاہ بناؤنگا اوڑ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی بات قبول کرکے

اُنکے گھر کو جانا صالحین کے آثار کو تبرک کرنے پر دلیل ہی انتہی ابن حجر مکی کتاب حُسن التوسّل

فی زیارتِ افضل الرسل مین لکھا ہی کہ مدینے کی مسجد شریف جو ہی اُسکے ستون جنکی فضیلت

احادیث سے ثابت ہوئی ہی اُن کو تبرک کرنا اِس طور سے کہ وہان اللہ سے دُعا مانگنا اور

نماز پڑھنا اور بھی لکھا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کوین جو ہین وہان جانا اور اُنکو تبرک

کرنا اور لکھا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو مشاہد شریفہ ہین اور آپکا ہاتھ یا بدنِ شریف

جس چیز کو لگا ہی اُسکی اکرام کرنے مین کوشش کرنا کیونکہ اُنکی تعظیم و اکرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی تعظیم مین داخل ہی ازانجملہ مدینے کا غبار بیمار شفا حاصل ہونیکے واسطے صدق نیت اور

حُسن عقیدت سے استعمال کرے تو شفا حاصل ہوتی ہی ازانجملہ ایک کوا ہی اُس کا پانی پینے سے

تپ دفع ہوتی ہی اور شرح مناسک مین لکھا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیر بُضاعہ مین اپنی وضو کا

پانی ڈالے اور اُس مین اپنا لعاب مبارک ڈالے سو بیر بُضاعہ کے پانی سے بیمار کو غسل دیوین تو

اُسکو شفا حاصل ہوتی ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کو اُس کے پانی سے غسل دیوکرکے

امر کرتے تھے اور حضرت کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم بیمار کو اُس کوین کے پانی سے غسل دیو

کرکے فرماتے تھے اور آیات کرکے ایک کوان ہی مدینے کے لوگ سابق و حال کے سب اُسکے پانی کو تبرک

شمار کرتے ہین اور زمزم کا پانی جھبیا ٹکون مین لیجاتے ہین اُسکو بھی لیجاتے ہین اور اُس کوین کو بھی
اہل مدینہ زمزم کرکے کہتے ہین انتہی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل کی مثال بناکے جو برکت
واسطے رکھتے ہین اِسی قبیل سے ہی شیخ احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ مین ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد
بن خلف سلمی سے جو ابن الحاج کرکے مشہور ہی نقل کیا ہی کہ ابو القاسم بن محمد نے کہا ہی کہ جس نے
نعل مبارک کی مثال بناکے تبرک کر کر اپنے یہان رکھا تو اُسکو باغیون سے اور دشمنون سے
امان رہیگا اور شیطان سے اور حاسد کی نظر سے محفوظ ہوگا اور دردِ زہ کے وقت عورت اُسکو
اپنے ہاتھ مین پکڑے تو آسانی سے تولد ہوگا اور کہا ہی کہ اِن چیزونکا تجربہ ہوا ہی اور ابو الیمن
بن عساکر اور ابو الحکم بن المرحّل اور ابو بکر بن احمد بن امام ابو محمد عبد اللہ بن حسین قرطبی نعل
کی مثال بناکے تبرک کے واسطے رکھنے مین بہت برکات ہین کرکے قصیدے بولے ہین یہہ عاصی
فوائد بدریہ مین نعلِ مبارک کی مثال بناکے رکھنے مین برکات ہین کرکے لکھا سو اُس کو بعضی ملحد جو
اپنے تئین موحد سمجھتے ہین دیکھکے انکار کرتے ہین سو اُنسے ہمکو کچھ گفت و گو نہین وے جب
خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے پروا نہین رکھتے ہین تو آپکی نعل کی مثال کو کب
تبرک جانینگے از انجملہ شب برات مین باوتیان یعنی مٹی کی چوکی بناکے اور مٹی کے

برات کی رسمین کا حکم

ہاتھیان

ہاتھیان تیار کر کے اُن پر چراغین روشن کرتے ہین اوراسکے گرد مشکر کی لنگر باندھتے ہین کوئی گھروں پر
چراغ لگاتے ہین بارود چھوڑتے ہین یے سب کام بدعت کے اور قبیح ہین جاندار چیز کی مورت
بنانے سے بڑی گناہ ہوتی ہی اللہ تعالیٰ مورت بنانے والون پر لعنت کیا ہی اور جس گھر مین مورت ہو
وہان رحمت کے فرشتے نہین آتے اور چراغین حاجت سے زیادہ روشن کرنا حرام ہی
باروت بیفایدہ جلانے سے مال کو ضایع کرنا ہی جب سب یے حرمتین جمع ہون اور اُسکے کرنے
سے اپنی نفع کی توقع رکھے اور نہ کرنے مین ضرر سمجھے تو ایمان مین خلل ہوگا شیخ عبدالحق دہلوی
کتاب مَاثَبَتَ بِالسُّنَّۃِ فی ایام السَّنَہ مین لکھا سو اُس کا ترجمہ یہہ ہی ازجملۂ بدعتہاے شنیعہ جو ہندمین
مُروج ہی شب برات کو چراغین گھرون مین اور دیوارون پر روشن کرنا اور لہو لعب مین
مشغول ہونا باروت جلانا اِس کو حدیث کے نہ معتبر کتابون سے کچھ سند ہی نہ غیر معتبر کتابون
سے اور اُس مین حدیث ضعیف یا موضوع بھی وارد نہین ہند کے سوائے دوسرے حرمین وغیرہ
عرب کے شہرون مین اِس کا رواج نہین عجم کے کسی شہر مین بھی یے دستور نہین ظن غالب ہی
کہ ہنود اپنی دِوالی مین کرتے سو دیکھ کے اُس کو جاہل مُسلمان اختیار کئے ہین انتہی ازانجملہ
خواجہ بندہ نواز قدس سرہ کی مشعل و چراغ مین لوگ ذی القعدہ کے

خواجہ بندہ نواز کے چراغ و مشعل کا حکم

مہینے مین بچون کے ہاتھ مین منت کی مشعل دیکے اسکو جلاتے ہین اور چراغین روشن کرتے ہین
بدھی پہناتے ہین بریان ڈالتے ہین یے سب افعال بدعت اور حرام ہین اس سے نفع یا ضرر کا
اعتقاد ہو تو اندیشہ کفر کا ہے **از انجملہ شاہ عالم قدس سرہ کی مھیندی**
دیول کے مثال لکڑیون سے کتیرا باندھکے اسپر چراغین روشن کرتے ہین اسپر میوہ باندھتے
ہین سو بدعت قبیح ہے **از انجملہ شاہ مدار قدس سرہ کے چراغین ہین**
سو یون ہین آٹا وغیرہ ڈالکے اس مین چراغ روشن کرنا اور جھنڈے کھڑے کرنا اور آتش
مین کودنا جسکو دھمال کہتے ہین بدعت قبیح ہے **از انجملہ شادی کے رسوم** جو مروج
ہین اکثر حرام اور بدعت ہین جیسا مرد زرین لباس اور ریشم کا لباس پہننا اور مھیندی مسی
لگانا زر کا سہرہ اور کنگن باندھنا اسکے سوائے اور بھی بہت سے رسمین راجپوت مرہٹے
برہمن وغیرہ کفار کے ہین مسلمان اسکو اختیار کرلئے **از انجملہ تولد کے رسوم ہین**
تولد کے وقت چاول ناپ مین ڈالکے اسپر پتھر رکھتے ہین سو کافرون کا دستور ہے جو دیوتن
کے پوجے کی نیت سے رکھتے ہین اگر مسلمان اس نیت سے رکھیگا تو کافر ہوگا اور بچا پیدا ہوتے
ہی تانبے لوہے کے باسن کو بجاکے آواز بچے کو سناتے ہین سو کافرون کا دستور ہے ایسی آواز کرنے سے

شاہ عالم کی مھیندی کا حکم

شاہ مدار کے چراغون کا حکم

شادی کے رسوم کا حکم

تولد کے رسوم کا حکم

بچے یون

حدیثون مین منع آیا ہی کیونکہ شیطان اُسکو دوست رکھتا ہی بچا پیدا ہووے تو اُسکے دائین
کان مین اذان اور بائین کان مین اقامت کہنا کرکے آیا ہی جب یہہ نحس آواز اُسکو سنادین تو
شرع سے ضد کرنا ہی اور فتاوی عالمگیریہ مین لکھا ہی کہ تولد کے وقت شنگرف سے نقش کھینچکے
اُس پر روغن ڈالتے ہین اور اُس کو بھائی بت کے نام سے پرستش کرتے ہین اسطرح کے کام جو
کرتے ہین ان کامون سے کافر ہوتے ہین اور عورت کا نکاح مرد سے ٹوٹ جاتا ہی انہی **ازانجملہ**

چھٹھی کی رسم کا حکم

چھٹھی کا رسم ہی بچے کی چھٹھی کے دن چاول طبق مین رکھکے اُس پر آتے کا چراغ
بناکے روشن کرتے ہین وہان سوپ جھاڑو رکھتے ہین اور جچا کے سرہانے شمشیر ننگی کرکے
رکھتے ہین اور یون کہتے ہین کہ چھٹھی یا تقدیر لکھنے آتی ہی سو یہہ بدعت قبیح ہی اور یہہ
اعتقاد کافرون کا ہی **ازانجملہ چیچک** نکلی سو شخص کے پاس ہنود کے دستور کے موافق

چیچک کی رسم کا حکم

جو اُسکو ایسا دیو کہتے ہین جوتیان پہنکے نہین آتے اور اُسکی تعظیم کرتے ہین سو بہت برا کام
ہی اِس مین اندیشہ کفر کا ہی بلکہ بعضے تو بتون کے نام سے کچھ دیا کرتے ہین اور بت خانے
کو مرغ بکرا بھیجتے ہین یہہ تو صریح کفر ہی فتاوی عالمگیریہ مین لکھا ہی ہمارے زمانے مین شایع
ہوا ہی اور مسلمانون کے اکثر عورات اُس مین مبتلا ہین چیچک جب نکلی تو چیچک کے نام سے

ایک مورت بنا کے اسکی پرستش کرتے ہین اور بیمار کی شفا اس مورت سے مانگتے ہین اور اعتقاد
رکھتے ہین کہ وہ مورت اس بیمار کو شفا دیتی ہی اس فعل سے اور اس اعتقاد سے وے عورتین
کافر ہوتی ہین اور انکے شوہر جو اس فعل سے راضی ہون وے بھی کافر ہوتے ہین انتہی معلوم کیجے
جس کو چیچک نکلی اس کے پاس چیچک نہین نکلی سو شخص کو جانے نہین دیتے اور اس سے
پرہیز کرتے ہین اس کا سبب اطبا کا قول ہی وے کہتے ہین چند بیماریان منتقلہ ہین صحیح شخص
اس بیمار پاس جاوے تو اسکو بھی وہ بیماری لگتی ہی جیسے جذام کوڑ وبا خارش چیچک
آتشک وغیرہ حدیث مین بھی جذام والے شخص سے پرہیز کرو کر کے آیا ہی اور یہہ بھی آیا ہی
تندرست اونٹ کو بیمار اونٹ کے پاس نہ لیجاوے ان حدیثون سے نکلتا ہی کہ منتقلہ بیماری
والے سے پرہیز کرنا دوسری حدیث مین آیا ہی کہ لا عدوی یعنی کسی کا مرض کسی کو
نہین لگتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجذوم کے ساتھ آپ تناول کئے اس سے بوجھا
گیا کہ بیماری نقل نہین کرتی ان احادیث کے اختلاف سے علما مین بھی اختلاف ہی اکثر
علما یون کہتے ہین بیماری انتقال نہین کرتی کر کے جو فرمائے فلاسفہ اور اہل جاہلیت کے
اعتقاد کو رد کرنے فرمائے انکا اعتقاد ایسا ہی کہ بیماری اپنی طبیعت سے لگتی ہی وہ اللہ تعالی کا

فعل نہین انکی رد مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے کہ وہ بھی اللہ کے فعل و اختیار سے ہی اپنی
طبیعت سے نہین لگتی اور بیمار کے پاس نہ جانا کرکے جو فرمائے عادت الٰہی اور اسباب کے
دیکھتے ہی اللہ تعالیٰ کی عادت اس طور سے ہی کہ تندرست بعضی مرض والے پاس جانے سے اسکو
ضرر ہوتا ہی یہہ ضرر ہونا اسی کی قدرت و اختیار سے ہی وہ چاہا تو بیماری لگے چاہا تو نہ لگے
امام نووی بھی اسی بات کو اختیار کئے اور جذام والے کے ساتھہ آپ جو کھائے اس مین
اشارہ ہی کہ جس کا عقیدہ پکا اور توکل مضبوط ہو تو اس کو اختلاط بیمار کے ساتھہ روا ہی
اور جسکا توکل کامل نہین اور اندیشہ ہی کہ بیماری آوے تو سمجھیگا کہ اختلاط کی سبب سے ہوا
ویسے شخص کو اختلاط نہ کرنا لایق ہی ازانجملہ اکثر عوام رسو اور شیخ سدو اور مہومان اور
بیر اور ہمتا اور پریون کو مانتے ہین انکی پرستش کرتے ہین انکے نام کا بھوگ دیتے ہین پوریان پکاتے
ہین طبق مین کھانا ڈالکے رکھتے ہین سب شرک و کفر ہی فتاوی عالمگیری مین لکھا ہی جو لوگ پانی
کے پاس جاکے اس پانی کی پرستش کرتے ہین اور کچھہ منت رہتی ہی سو پانی کے کنارے ذبح کرتے ہین
سو پانی کی پرستش کرنے والے اور بکرا ذبح کرنے والے کافر ہوتے ہین بکرا مردار ہوتا ہی اس کا کھانا
روا نہین اور ایسا ہی بعضی لوگ آتش پرست جیسی مورت بنایا کرتے ہین ویسی مورت گھر مین

[marginal note:] بنسو وغیرہ کو پوجنا کیسا ہے

چوتی بیڑھی وغیرہ کا حکم

بناکے اُسکی پرستش کرتے ہین سو کافر ہوتے ہین انہی **ازانجملہ** بچون کے سر مین چوٹی رکھنا
گلے مین کرتی اور کان مین بالی اور پاؤن مین بیڑھی ڈالنی اور بدھی پہنانا اور اُسکی نسبت
بزرگون کی طرف کرنی بدعت و حرام ہین اگر اِس فعل کے ساتھ اعتقاد یہہ ہی کہ اِسکے کرنے سے
بچہ جئیگا اور تندرست رہیگا نہین تو بچے کو ضرر ہوگا چنانچہ اکثر عوام کا ایسا ہی اعتقاد
ہوا کرتا ہی تو اِس سے کافر ہوگا **ازانجملہ** شادی اور عرس و فواتح مین جو رسوم رواج پائے ہین
اُنکو ادا نہ کرنے سے یہہ ضرر ہوا کرے عقیدہ رکھتے ہین سو یہہ عقیدہ نہایت بد ہی پھر اگر حقیقت
مین اُنہین کو تاثیر ہی کرکے اعتقاد رکھا تو آدمی اِس عقیدے سے مشرک ہوتا ہی کیونکہ نفع اور
ضرر پہنچانیوالا اللہ تعالی ہی اُسکے سوائے کسی کو نفع اور ضرر پہنچانیکی قدرت نہین اِن مدعوین
کو ضرر و نفع کا سبب اور فاعل ٹھہرانا شرک ہوا اللہ تعالی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا
قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ یعنی تو کہہ ای محمد مین مالک
نہین اپنے جان کے بھلے کا نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے یعنی نفع پہنچانا اور ضرر دفع کرنا میری
اختیار مین نہین مگر اللہ جو چاہے تو اُسکی وحی مجھے کرتا ہی اور بھی اللہ تعالی فرماتا ہی **وَاِنْ يَّمْسَسْكَ**
اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ

رسوم شادی و عرس [illegible] کا حکم

یعنی

بیوہ عورت کو نکاح کر دینے کا حکم

یعنی اگر پہنچاوے تجکو اللہ کچھ مضرت تو کوئی اُسکو اٹھانیوالا نہین سوا اللہ کے اور اگر چاہے تجھے کچھ بھلائی تو کوئی پھیر نیوالا نہین اُسکے فضل کو **از انجملہ بیوہ عورت کو نکاح کر دینا** اور اُسکو نکاح کرنا معیوب سمجھتے ہین اور نہایت برا کام جانتے ہین حکم شرع یون ہے کسی عورت کا شوہر مرجاوے تو اُس عورت کو اختیار ہے چاہے تو دوسرے شوہر کو نکاح کرے یا نہ کرے نکاح نہ کرنے سے اُس پر کچھ گناہ نہین اور نکاح کرنے سے عیب بھی کچھ نہین لگتا کیونکہ وہ عورت اللہ تعالی کا حکم بجالائی عرب اور دوسرے تمام قومون کا یہی دستور ہے کہ مرد مُوا سو عورت دوسرے شوہر کو نکاح کرتی ہے اور اُسکو عیب نہین سمجھتے مگر ہند کے اکثر کافرون کے یہان مرد مرنے کے بعد دوسرا شوہر کرنا معیوب اور ناروا سمجھتے ہین ہند کے مسلمان انہین کے بد رواج کو اختیار کئے کہ نہ جسکا اختیار کرنا ہزارہا آفت کا سبب ہوتا ہے اہل ہند جنگون مین جُبن لینیکا یہہ بھی بڑا سبب پڑا ہے کہ عورت رانڈ ہونیکے اندیشے سے جنگ مین بیٹھ دیتے ہین اور اکثر عورتین جوان جو رانڈ ہوتی ہین نکاح کرنا معیوب سمجھکے حرام مین گرفتار ہوتی ہین بیوہ کے نکاح کرنیکی حلیت و جواز قرآن سے ثابت ہے اور اُسکا جواز از جملہ ضروریات دین کے ہے اُسکو اگر کوئی

عرس صندل کا حکم

حرام جانے اور بے عصمتی سمجھے تو کافر ہو گا از انجملہ بزرگان اور دولتمندون کا
عرس وصندل جو اس زمانے مین یہان رواج پایا ہے معلوم کیجے اس کا حکم بیان
کرنیکے آگے زیارت کا احوال ہم کہہ دیتے ہین بعد اسکو ذکر کرتے ہین جانیو قبرون کی زیارت

قبرون کی زیارت کا حکم

کرنی مردون کے حق مین مستحب ہے بلکہ بعضے علماء ظاہریہ اسکے وجوب کے قایل ہین امام
تقی الدین سبکی شفاء الاسقام مین لکھا ہے کہ اسکے استحباب پر سب علما کا اتفاق ہے
اور امام نووی بھی اجماع مسلمین ہے کر کے کہے ہین اور عورت قبر کی زیارت کرنا امام شافعی
کے مذہب مین اصح قول پر مکروہ تنزیہی ہے اور امام ابو حنیفہ کے مذہب مین اصح قول یہہ ہے
کہ زیارت کرنیکی رخصت مرد و عورت دونون کو ثابت ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سابق مین قبرون کی زیارت سے منع کئے تھے بعد ایسا کہے کُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ
الْقُبُوْرِ اَلَا فَزُوْرُوْهَا یعنی مین نے تمکو قبرون کی زیارت سے منع کیا تھا سنو تو
اب انکی زیارت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبرون کی زیارت کرو کرکے رخصت

صلحا کی قبر کی زیارت واسطے عورتون کے حکم

جو فرمائے مرد و عورت دونون کے لئے ہے بعضے شافعیہ او حنفیہ کہتے ہین عورتون کے حق مین
زیارت کرنی حرام ہے اور بعضے شافعیہ کہتے ہین کہ مباح ہے اور صلحا کی قبر کی زیارت کے

واسطے سفر کرنا بھی جایز ہی امام نووی شرح مسلم مین لکھا ہی صحیح قول جسکو امام الحرمین
اور محققین اختیار کئے ہین یہہ ہی سفر کرنا صلحا کی قبر کی زیارت کے واسطے اور ان جگھون کی
جو فضیلت رکھتی ہین نہ حرام ہی نہ مکروہ اس سے معلوم ہوا کہ وہ سفر بلا کراہت جائز ہی
امام تقی الدین سبکی کہا ہی قبر کی زیارت سے عبرت لینا اور موت کو یاد کرنا مقصود ہو تو
اسکے واسطے سفر کرنا مستحب نہین ایسا ہی زیارت سے تبرک مقصود ہی لیکن اسکی قبر کی
زیارت مین برکت ہی سو قطعی نہین جیسے صلحا تو انکی زیارت کے واسطے بھی سفر کرنا مستحب
نہین اگر انکی زیارت مین برکت ہی سو ہو قطعی ہی جیسے قبور انبیا کی اور وے لوگ جنکو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی بشارت دئی ہین انکی قبور کی زیارت کے واسطے سفر کرنا مستحب ہی
ایسا ہی والدین وغیرہ کہ جنکے حقوق ہم پر ثابت ہین انکی زیارت کے واسطے بھی سفر کرنا مستحب ہی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سنت ہی بیان

معلوم کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کرنا اور اسکے لئے سفر کرنا
مرد و عورت کے حق مین سنت اور افضل عبادات مین داخل ہی اس بات پر تمام علما کا
اجماع ہی بلکہ بعضے فقہا کہتے ہین کہ وہ واجب ہی اور بعضے کہتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت مستحب ہونا ازجملہ ان چیزون مین ہی کہ جنکا جاننا دین کے ضروری باتون مین ہی

اور اُسکا منکر کافر ہی الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے سفر کرنیکو
کوئی منع نہ کیا مگر ابن تیمیّہ اور اُسکے تابعین کہتے ہین زیارت کے واسطے سفر کرنا حرام ہی
کیونکہ اُس سے مُنجر بشرک ہوتے ہین نُوح علیہ السلام کی قوم مین وُدّ اور سُواع اور یَغوث
اور یَعوق اور نسر کرکے صُلحا لوگ تھے وے مرے بعد لوگ اُنکے قبور پر لگے بیٹھنا اُسکے
کے بعد اُنکی مورتین بنائین چند روز گذرے بعد لوگ اُنکی عبادت کرنا شروع کئے وے کہتے ہین
زیارت سے ہم جو منع کرتے ہین سو اللہ کی وحدانیت کی محافظت کے واسطے ہی اور اُس کا
کرنا مُنجر بشرک ہوتا ہی یہہ جو ابن تیمیّہ بولا نادانی اور اُس کا خیال باطل ہی کیونکہ قبور کو سجدہ گاہ
تھہرانا اور اُنکے پاس لگے بیٹھنا اور وہان اُنکی مورتین بنانا مُنجر بشرک ہوتا ہی اور قبور کی
تعظیم جیسی اللہ تعالی کی تعظیم ہی ویسی ہی کرینگے تو شرک ہوتا ہی شرع کے جو آداب ہین اُسکو
محافظت کرکے زیارت کرین تو اُس سے کچھہ محذور لازم نہین آتا یہان دو چیز ہین ایک نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا اور آپکا مرتبہ تمامی خلق اللہ سے بلند ہی کرکے جاننا فرض ہی دوسری چیز
اللہ تعالی کی ربوبیت کو جاننا اور یہہ اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالی اپنی ذات و صفات کے نظر
کرتے سب مخلوقات سے نیارا ہی کسی نے اعتقاد کیا کہ اللہ تعالی کی ذات و صفات مین کوئی

دوسرا بھی شرکت رکھتا ہی تو وہ شخص مشرک ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ جو ہی
اُس مین کسی نے قصور کیا تو بعضی صورتون مین گناہ گار اور بعضی مین کافر ہوگا اور جس نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم انواع سے کیا لیکن اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات پاک سے
جو چیزین مخصوص ہون اُنکی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نکی تو وہ شخص حق پر ہی
کیونکہ اُس نے ربوبیت اور رسالت کے حدود کی محافظت کی اس طور کی تعظیم مین افراط
وتفریط نہین سب پر عیان ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرنی برکت وتعظیم کے
واسطے ربوبیت کی تعظیم کے درجے کو نہین پہنچاتی اور قرآن وحدیث مین جو آپکی تعظیم آئی ہی
اور صحابہ آپکی تعظیم آپکی حیات مین اور وفات کی بعد جو کرتے تھے اُس سے زاید نہین ہوتی پھر اُسکو
کیسا منع کرتے ہان جس نے آداب زیارت کے جو شرع سے ثابت ہین اُس سے تجاوز کرے تو اُس کو
اُس فعل سے منع کرینگے نہ کہ اصل زیارت سے ابن تیمیہ خطا کیا کرکے علماء محققین جزم کر دئے ہین
اور امام تقی الدین ابو الحسن سبکی اور شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ابن تیمیہ کے رد مین کتابین تصنیف
کئے ہین شیخ عز الدین بن جماعہ نے ابن تیمیہ کے حق مین کہا ہی عَبْدٌ اَضَلَّهُ اللّٰهُ وَاَغْوَاهُ
وَاَلْبَسَهُ رِدَاءَ الْخِزْيِ وَاَرْدَاهُ وَبَوَّأَهُ مِنْ قُوَّةِ الْاِفْتِرَاءِ وَالْكِذْبِ

مَا اَعْقَبَهُ الْهَوَانَ وَاَوْجَبَ لَهُ الْحِرْمَانَ یعنی اللہ تعالی اُسکو گمراہ کیا اور اُسکو
لباس رسوائی کا پہنایا اور کذب و افترا کرنے سے اُسکو خار و ذلیل کیا اور ثواب سے محروم
رکھا اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا ابن تیمیہ سے جو بدباتین صادر ہوئین اُسمین سے
یہہ بھی ایک بدبات ہی اور ابن حجر مکی اپنی فتاوی مین لکھا ہی ابن تیمیہ کو اللہ تعالی
گمراہ کیا اُس اندھے کو ذلیل و خار کیا امام علامہ مجتہد جنکی امامت و جلالت پر سب علما کا
اتفاق ہی یعنی امام ابو الحسن السبکی اور اُنکا فرزند تاج الدین سبکی اور شیخ امام عز الدین بن جماعہ
اور دوسرے شافعی اور مالکی اور حنفی کے علما جو اُسکے وقت مین تھے اور اُسکی بعد ہوے
وے سب اُسکے قولون کا فساد کہہ دیے ہین اُس کی بات کو کچھہ اعتبار نہین کہوڑ رکھنا چاہیے
اور اُسکے حق مین یہہ اعتقاد رکھے کہ وہ بدعتی اور گمراہ اور جاہل ہی اللہ اُسکے طریقے اور
عقیدے سے ہمکو پناہ دیوے انتہی **معلوم کیجیے** انبیا اور صلحا کی قبور کی زیارت کرنی
برکت حاصل ہونے اور اپنے لئے دعا مانگنے جایز ہی تقی الدین سبکی لکھا ہی بعضے مردگون سے
جو صلحا ہین برکت حاصل کرنا اور اپنے لئے دعا مانگنا دین کے معلوم باتون مین ہی اور سلف
صالح کی عادت ہی جب اُنسے یہہ جایز ہو تو انبیا اور مرسلین سے کیونکر نہ جایز ہوگا جس نے

ابن تیمیہ کے اہانت کا بیان

دعوا کیا انبیا کے اور دوسرے مسلمان مُردگون کے قبور سب برابر ہین کہ اُنسے برکت اور
دُعا چاہنا جایز نہین سو اُس نے بہت بُری بات بولا ہم اُس کی بات باطل ہی اور اُس نے خطا
کیا کر کے جزم کرتے ہین اور اُس نے انبیا کے مرتبے کو گھٹا کے دوسرون کی برابر جو کیا وہ یقینًا کفر ہی
کیونکہ جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جو مرتبہ ہی اُس مرتبے سے اُس حضرت کو گھٹا دیگا اُس چیز مین
جو اُس حضرت کے لئے واجب ہی تو کافر ہوگا انتہی اِس سے معلوم ہوا کہ بعضی ملحد جو کہتے ہین
انبیا مر کر خاک مین ملگئے اُنہون سے کچھ فائدہ نہین ڈھیلا پتھر اب اُنسے بہتر ہی سو یہہ بات
بہت بدی اُنکی ایمان سلب ہونے پر دلالت کرتی ہی اب وے نادان لوگ بزرگون کے
قبر کو بوسہ دیتے ہین مُجرا کرتے ہین سجدہ کرتے ہین غلاف اُڑھاتے ہین شامیانہ بانڈھتے ہین مورچل
جھیلتے ہین چراغین روشن کرتے ہین طواف کرتے ہین سہرے گہوارے چڑھاتے ہین بچون کو لا کے
بال اُتارتے ہین یے تمام بدعت کے کام ہین ابن حجر مکی شرح مناسک مین لکھا ہی زیارت کے
وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کا طواف کرنا جایز نہین مکروہ ہی اور پشت حجرہ
شریف کی دیوار سے لگانا مکروہ ہی ایسا ہی ہاتھ سے مس کرنا اور بوسہ دینا مکروہ ہی بعضون نے
مس کرنا اور بوسہ دینا جایز لکھا ہی اولیا اور بزرگون کے مشہدون کو بوسہ دینا بھی مکروہ ہی

اوٗر قبر کے پاس سر جُھکانا اوٗر رکوع کی حالت مین آنا اوٗر زمین بوس ہونا بھی مکروہ ہی اگر رکوع
سے یا زمین بوسی سے اللہ تعالیٰ کی تعظیم کی سی تعظیم کا قصد کیا تو حرام ہوگا بلکہ کفر اوٗر
زواجر فی اقتراف الکبایر مین لکھا ہی اُس کا خلاصہ یہہ ہی کہ جو شخص معظّم و بزرگ ہوےٗ جیسے
نبی اوٗر ولی اُنکی قبر کی طرف یا اُنکی قبر کے اوپر نماز پڑھنی یا طواف کرنا یا چراغین روشن
کرنا یا دوسری کسی قسم کی تعظیم کہ بت پرست اپنی بتون کو کرتے ہین اوٗر اِس فعل سے
اُنکی تعظیم و تبرک کا ارادہ کرنا حرام اوٗر گناہ کبیرہ ہی بلکہ کفر ہی اگر اُسکے شروط پائے جاوین
یعنی اِس تعظیم سے اُنکی عبادت یا تقرب الٰہی کا قصد ہون اگر معظّم شخص کی قبر نہین اوٗر تعظیم
و تبرک کا ارادہ نہین کیا تو وہ مکروہ ہی انتہی قبور کی تعظیم شرع مین اِتنی ہی کہ قبر پر نہ بیٹھے
اوٗر اُس سے تکیا نہ لگاوے اوٗر بے ضرورت قبر کو نہ کھندلے اوٗر نہ چلے یہ سب کرنا مکروہ ہی اوٗر
بعضے کہتے ہین کہ حرام ہی اوٗر قبر پر بول و براز کرنا حرام ہی اوٗر نبی کی قبر کے متّصل بھی بول و
براز کرنا حرام ہی بلکہ اہانت کی راہ سے کریگا تو کافر ہوگا دوسرے مومنون کے قبر کے متصل بول
و براز کرنا مکروہ ہی جو ولی یا عالم یا شہید ہو اُنکے قبر کے متصل بول و براز کرنا سخت کراہت
رکھتا ہی اوٗر قبر کو گچ لگانا اوٗر اُس پر قبہ گنبذ بنانا یا گرد دیوار باندھنا مکروہ ہی لیکن درندے

یا چور قبر کو کھودنیکا اندیشہ ہی یا پانی کی سیل سے قبر بہجانیکا اندیشہ ہو تو اُس وقت مکروہ نہین
بنا وغیرہ مکروہ ہونا اپنی ملک کی زمین مین ہی اگر زمین وقف کی ہو تو وہان قبر کو گچ کرنا
اور قبہ وغیرہ بنانا حرام ہی اگر کوئی بنادے تو اُسکو توڑ ڈالنا واجب ہی اور قبر پر شامیانہ
سائبان بندھنا حرام ہی اور قبر پر گلاب چھڑکنا یا ارگجہ صندل لگانا مکروہ ہی بعضے کہتے ہین
حرام ہی ابن حجر مکی کہا ہی تھوڑا ارگجہ وغیرہ لگانا اِس قصد سے کہ فرشتے حاضر ہون تو
مکروہ نہین اور قبر پر سبز ڈالی ڈالنا سُنت ہی ایسا ہی سبزہ وغیرہ ڈالنا سُنت ہی یے سب مسایل
تحفہ وغیرہ شافعی فقہ کی کتابون مین مذکور ہین عرس بزرگون کا اور دولتمندون کا
جو اِس زمانے مین رواج پایا ہی چراغین بہت سے لگانا نوبت باجا بجانا صندل وغلاف
بڑے طمطراق سے لیجانا عورتین مردان تماشے کے لئے سب ملکے جمع ہونا اور فسق و فجور کرنا
سخت بد اور قبیح ہی ایسے وقت مین اُس قبر کی زیارت کے واسطے جانا بھی حرام ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین لَا تَتَّخِذُوا قَبْرِي عِيدًا یعنی میری قبر کو عید نہ ٹھہراؤ
عید نہ ٹھہرانے مین چند احتمال ہوتے ہین از انجملہ یہہ ایک ہی کہ عید کو جیسا لوگ جمع ہو کے
لہو لعب مین مشغول ہوتے ہین زیارت کے واسطے ویسا نہ جمع ہونا عبد الرؤف مناوی

شرح جامع الصغیر مین لکھا ہر اس سے معلوم ہوا عوام جو بعضے بزرگون کی قبر کے پاس
کوئی دن یا مہینا مخصوص کر کے جمع ہوتے ہین اور کہتے ہین آج اس بزرگ کی پیدایش کا دن کر
یا وفات کا دن اور وہان کھاتے پیتے ہین اور کبھی ناچتے ہین سو شرع مین درست نہین
حاکم پر واجب ہر ان کو اس سے منع کرے انتہی شیخ عبد الحق دہلوی کتاب ماثبت بالسنۃ
مین لکھا ہر مین نے اپنے استاد شیخ عبد الوہاب متقی مکی سے پوچھا ہمارے شہرون مین مشہور ہر
بزرگون کا عرس انکے وفات کے دن کرتے ہین ایا اسکو کچھ اصل ہر تو آپ جواب دئیے عرس
کرنا مشایخ کی طریق و عادت ہر اسکے کرنے مین انکو نیتین ہین پھر مین نے بولا اسی دن کو معین کرنا
دوسرے دنون مین نہ کرنا کیسا تو شیخ نے کہا اسکی نظیر جیسے مصافحہ ہر بعضی مشایخ نماز کے بعد
کرتے ہین اور سرمہ لگانا عاشورے کے دن کہ وے بلا تعین سنت ہین اور جہت مخصوص کے
لحاظ کرتے بدعت ہین بعد شیخ نے فرمایا مغرب کے بعضی علماء متاخرین کہے ہین بزرگون کو
جس دن جناب رب العزت جل جلالہ سے وصال ہوا اور حظایر قدس کو پہنچے انکو اس دن
خیر و برکت اور نورانیت بہ نسبت دوسرے دنون کے زیادہ ہر پھر شیخ تھوڑا تامل کر کے کہے
سلف کے زمانے مین یہہ رواج تھا بعد کے لوگ نے مستحسن جانے ہین انتہی اس کلام سے

معلوم ہوا کہ شیخ نے اُس کی جواز کا قایل ہی لیکن یہہ جایز ہونا اِس شرط سے ہی کہ منہیات سے
خالی ہون منہیات و منکرات پاے جاوین تو حرام ہوگا سراج العلما مولوی محمد سعید اسلمی
سلّمہ اللہ وابقاہ اپنی کتاب سفینۃ النجاۃ مین لکھے ہین عُرس جو اُس مین منہیات نہ ہو
بلکہ فقرا کو کھانا کھلانا اور کپڑے دینا اور اہل استحقاق کو خیرات باعتنا عرس کے
دِن جو روز معین کرکے دیتے ہین اگرچہ بدعت ہی لیکن مباح ہی کیونکہ اِس کا اصل جو میت
کے نام پر صدقہ دینا ہی شرع سے ثابت ہی انتہی مولود کرنا یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی پیدایش کے دِن جو خوشی کرتے ہین کھانا پکا کے لوگون کو کھلانا اور حضرت کی
ولادت کا بیان پڑھنا یہہ بھی بدعت ہی پر بدعت حسنہ ہی ابن حجر مکی کتاب فتح المبین
مین لکھا ہی امام ابوشامہ اُستاد امام نووی کا کہا ہی ہمارے زمانے مین ایک بدعت
جو کرتے ہین بہت نیک ہی ہر سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا دِن جب آتا ہی تو
فقرا کو صدقہ دیتے ہین اور نیک کام بجا لاتے ہین زینت اور خوشی ظاہر کرتے ہین اِس مین فقرا پر
احسان ہوتے پر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم و جلالت اُس خوشی کرنے والے
دِل مین رہنے پر علامت و دلیل ہی اور ایسے رسول کریم کہ جنکو اللہ تعالی رحمۃ للعالمین کرکے

بھیجا سو اُسکا شکر ہی انتہی معلوم کیجئے مولد شریف کا بیان پڑھتے وقت جب یہہ ذکر آتا ہی کہ
بی بی آمنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جنی تو لوگ تعظیم کے واسطے کھڑے ہوتے ہین
یہہ بھی بدعت ہی ابن حجر مکی اپنے فتادی مین لکھا ہی کہ یہہ کھڑے ہونا بدعت ہی اُسکو
کچھہ سند نہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے واسطے یہہ کرتے ہین عوام تو معذور ہین
بخلاف خواص کے یعنی خواص اس بدعت کو نہ کرنا سزاوار ہی کیونکہ خواص کے کرنے سے
عوام اُسکو مندوب سمجھتے ہین اور شیخ نور الدین علی شبرا ملسی مواہب اللدنیہ کے حاشیہ مین
لکھا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر محبّان کی عادت ہی ولادت کے بیان مین جب
حضرت کو جنی کر کے آتا ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واسطے اُٹھہ کھڑے ہوتے ہین
یہہ کھڑے ہونا بدعت ہی اسکو کچھہ اصل نہین ابو زکریا یحییٰ بن یوسف صرصری اپنی دیوان
مین ایک قصیدہ بولا ہی اُس قصیدے کے بیتون مین یہہ مضمون بھی کہا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا نام سُنے سو وقت اشراف لوگ اُٹھین یا دوزانو بیٹھین لیکن اللہ آپکا نام عرش
پر لکھنا آپکی تعظیم کو بس ہی ایکبار شیخ الاسلام حافظ تقی الدین سُبکی کی درس کی مجلس تمام
ہوئی وہان عمدہ لوگ علما قضاۃ سب حاضر تھے تو کسی نے وے بیتین پڑھا سبکی بمجرد سُنتے ہی

ابیات یہہ ہین

قلیل لمدح المصطفی الخط بالذہب
علی ورق من خط احسن من کتب
وان تنہض الاشراف عند سماعہ
قیاما صفوفا او جثیا علی الرکب
اما اللہ تعظیما لہ کتب اسمہ
علی عرشہ یا رتبۃ سمت الرتب ۱۲

کھڑے ہوے انتہی بندہ عاصی کہتا ہے سبکی کا اٹھنا اُسکے جواز پر دلالت کرتا ہے امام نووی تبیان
میں کہے ہیں قرآن آوے تو اُسکے واسطے کھڑے ہونا مستحب ہے کیونکہ علما وغیرہ کے واسطے کھڑے
ہونا جب مستحب ہو تو قرآن کے واسطے کھڑے ہونا اولی ہے اور سیوطی کہا ہے اس سے قرآن
کی تعظیم اور عدم تہاون بوجھا جاتا ہے انتہی اس پر قیاس کر کے اس کھڑے ہونیکو بھی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم واسطے مستحب کہیں تو بعید نہیں معلوم کیجئے مولد کی خوشی جو
کرتے ہیں اُس میں محرمات نہ کیا چاہیئے بعضے بدبخت اُس خوشی میں شراب سیندی پیتے ہیں
اور گانے بجواتے ہیں اور حرام کام کرتے ہیں سو یہہ نہایت مذموم ہے ایسے چیزیں جو کرتے ہیں
اُنکو زجر و توبیخ کیا چاہیے **ازانجملہ فواتح میں** گانجہ وغیرہ جو میت کو مرغوب تھا
رکھتے ہیں سو نہایت قبیح اور بدعت ہے فاتحہ کا رواج جو ہے اُسکو اول ہم بیان کر کے بعد
بعضے بدعتیں جو اُس میں ہوا کرتے ہیں بیان کرینگے معلوم کیجئے میت کے نام سے دعا کرنا
اور صدقہ دینا اور کھانا کھلانا شرع سے ثابت ہے اہل سنت و جماعت کے تمام علما کا
اس پر اتفاق ہے قرآن وغیرہ پڑھکے اُسکا ثواب میت کے نام سے بخشے تو میت کو ثواب
پہنچتا ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے امام مالک اور امام ابوحنیفہ اور امام احمد اور اکثر سلف

فاتحہ کی رسم کا بیان

کہتے ہیں کہ میت کو ثواب پہنچتا ہی امام شافعی کہتے ہیں کہ ثواب نہیں پہنچتا لیکن شافعیہ کے
اکثر ائمہ کا مختار یہہ ہی کہ ثواب پہنچتا ہی علی الخصوص جب اُسکے بعد کہے کہ یا اللہ اِس قرات کا ثواب
فلانے کو پہنچا معلوم کیجئے قبور کی زیارت کے واسطے گئے تو سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص
وغیرہ پڑھکے اُس کا ثواب میت کو بخشا کرے حدیث سے ثابت ہوا ہی اِس لئے اہل ہند
میت کے نام سے جو پڑھکے بخشتے ہیں اور اُسکے نام سے جو کھلاتے اور دیتے ہیں اُسکا نام فاتحہ
کرکے کہتے ہیں یہان تک کہ قبور کی زیارت کو جو جاتے ہیں اُسکو بھی فاتحہ کہتے ہیں اِن چیزوں
کو مجازاً فاتحہ کہنا کچھ قباحت نہین رکھتا اور میت کو اُس کھانیکا یا قرات کا ثواب
پہنچا کرکے جو دعا کرتے ہین اُس وقت ہاتھ اُٹھاکے دعا مانگنا کیونکہ دعا مانگنے کے وقت
ہاتھ اُٹھانا مستحب ہی اور یہہ جو یہان رواج پایا ہی فاتحہ کے وقت کھانیکی چیز روبرو
رکھنا اور سرپوش اُس پر سے نکالنا اور فاتحہ پڑھکے تسلیمان کرنا اور فاتحہ ہوئی تک
اُس کھانیکو نہ کھانا یہہ تمام بدعت ہین اور بعضے نادان فاتحہ کے کھانے مین میت جس
چیز کو استعمال کرتا تھا جیسے سیندھی بھنگ گانجہ وغیرہ حرام چیزین بھی رکھا کرتے ہین
یہہ سخت حرام ہی اور وہ جو یہان رواج پایا ہی کہ کسی مخصوص فاتحہ کا کھانا گھر کے باہر نہین

نکالتے

فاتحہ کا کھانا کھانیکا حکم

نکالے یا حایض کو نہین کھلاتے یا مرد ہی کھانا عورت نہ کھانا یا عورت ہی کھانا مرد نہ کھانا
اور بعضے باقی رہ گیا سو کھانیکو کا ردیتے ہے سب قبیح اور مذموم ہین فاتحہ کا بیان جب مذکور
ہوا فاتحہ کا کھانا کھانیکا حکم بیان کرنا ضرور ہوا بعضے لوگ اس زمانے کے کہتے ہین فاتحہ کا کھانا
کھانا مطلق جایز نہین یہہ بات معتبر نہین حرمت کی علت اُس مین کچھہ پائی نہین جاتی کھانا
پکانے والون کی نیت یہی رہتی ہی کہ اُس کھانیکو ہم کچھہ کھائینگے اور کچھہ اپنے دوستون کو
بانٹینگے یا کھلائینگے اور کچھہ فقرا کو خیرات کرینگے اِس نیت سے کھانا جو پکاتے ہین اُسکو کھانا
کچھہ قباحت نہین یہہ مصرف بعینہ اضحیے کے گوشت کا مصرف ہی کہ کچھہ آپ کھاوے
اور کچھہ ہدیہ بھیجے اور کچھہ فقرا کو دیوے جب فاتحہ کے اکثر کھانون کو عرف مین یہی مصرف
ٹھہرا تو کسی نے پکانے کے وقت مصرف کی کچھہ نیت نہ کرے تو بھی اسی طرف رجوع کریگا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولد کے کھانیکی دعوت کر کے لوگون کو کھلانا علما کے
پاس مُستحسن ہی امام ابو زرعہ کہا ہی لوگون کو دعوت کر کے کھانا کھلانا سب وقت مین
مستحب ہی جب اُسکے ساتھہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کی خوشی ضم ہو تو اُسکے مستحسن
ہونے مین کچھہ شبہہ نہین اور امام ابو اسحٰق ابراہیم بن عبد الرحمٰن بن ابراہیم مولد کا کھانا پکاکے

سب لوگ کو کھلاتے تھے اوٗر ابن حجر مکی لکھے ہین کہ مولد کا کھانا صلحا اوٗر قرا اوٗر ذاکرون
کو کھلانا اوٗر حافظ ابن حجر عسقلانی مولد کے بیان مین لکھا ہی کہ مولد مین اُنھین چیزون پر
اقتصار کرنا کہ جس سے اللہ تعالی کا شکر معلوم ہوتا ہی جیسے تلاوت قرآن اوٗر لوگون کو
کھانا کھلانا اوٗر خیرات کرنا اوٗر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کے کچھ بیتین پڑھنا کہ جس سے
دل کو آخرت کے کامون کی طرف میل ہوا تھی اِن محققون کے کلام سے معلوم ہوا کہ
مولد کا کھانا دوسرے دعوتین اوٗر ضیافتون کے مثل ہی اہل ہند مولد کے کھانیکو خواہ
ربیع الاول کی بارھوین کو پکاوین یا دوسرے ایام مین فاتحہ کا کھانا کہتے ہین فاتحہ کر کے
مجازاً نام رکھنا حرمت کی علت نہین ہوتی بزرگون کے نام سے جو فاتحہ دیا کرتے ہین اُسکا
بھی یہی حکم ہوگا اِس کے جواز پر حدیث بھی دلالت کرتی ہی امام احمد اوٗر ابو داود
اوٗر ترمذی اوٗر نسائی اوٗر ابن ماجہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین
اُنھون نے کہے یا رسول اللہ میری ما انتقال کئی اُسکے نام سے کونسا صدقہ دینا افضل ہی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے پانی صدقہ دینا افضل ہی پھر سعد نے کوان کھدوائے
اوٗر کہے یہہ سعد کی ما کا ہی سعد نے اپنی والدہ کے نام سے کوان کھدوائے تا لوگ اُس کا پانی

اپنے استعمال مین لاوین اور اُس کا ثواب اپنی والدہ کو پہنچے اور ظاہر ہی کوین کا پانی غنی ہو
یا فقیر سب کوئی پیوین گے تو میت کے نام سے پانی جو صدقہ کرتے ہین اُسکو غنی لینا جائز ہوا
پانی لینا جب جائز ہو تو کھانیکو بھی اُسی پر قیاس کر لیجے اور شافعیہ کا مذہب یہہ ہی صدقہ
تطوع غنی پر حلال ہی پر مکروہ ہی اِس صورت مین اِس کھانیکو صدقے کی نیّت سے بھی
پکایا تو غنی کو کھانا جائز ہوگا پر مکروہ جبتک کہ لفظ ایسا جو اُس سے نذر منعقد ہوتی ہی
نہ کہے جب لفظ جو اُس سے نذر منعقد ہوتی ہی کہے تو اُس وقت اِس کا مصرف فقرا وغیرہ
مستحقین ہین غنی کو کھانا جائز نہین مولوی اسحٰق دہلوی نے نقل کیا ہی کہ شیخ عبد الحق دہلوی
کتاب جامع البرکات مین لکھا ہی میت کی طرف سے کھانا فقرا پر تصدق کرنیکی نیت
سے جو پکاتے ہین تا اُسکا ثواب میّت کو پہنچے اُسکو فقیر کے سوائے دوسرے کو کھانا روا نہین
کیونکہ تصدق فقرا پر ہی ہوتا ہی اور اغنیا کے لئے ہدیہ ہی اور مسلمانون کی ضیافت کی نیت سے
جو پکاتے ہین اُسکو سب لوگ غنی ہون یا فقیر کھانا درست ہی چنانچہ عرسون مین مشایخ کے
جو اِس ملک مین مشہور ہی علی العموم فقرا اور اغنیا کو کھلانے کے واسطے ہوتا ہی لیکن فقرا
اور محتاج جو کھاتے ہین اُس مین زیادہ ثواب ہوگا اور جو غیر فقیر کھایا تو موجب عقاب کا نہین

مگر ظالم کو جو کھلاویگا اُس مین گناہ ہی کیونکہ اُس کھانے سے اُسکے بدن مین قوت آئیگی اور
لوگون پر ظلم کریگا انتہی شیخ جو کہا غیر فقیر کھانا تو موجب عقاب کا نہین اس عبارت کے ظاہر
سے معلوم ہوتا ہی کہ اغنیا کو کھلاوین یا انکو بطریق ہدیے کے بھیجین تو اُس مین کچھہ ثواب نہین
لیکن ایسا نہین بلکہ اغنیا کو بھی جو کھلاتے ہین سو مکارم اخلاق اور امر معروف مین ہی
اُس پر بھی ثواب مترتب ہی اگرچہ فقیر کو کھلانیکے ثواب سے کم ہو صحیح حدیث مین آیا ہی
کُلُّ مَعْرُوفٍ صَدَقَةٌ یعنی جو معروف ہو صدقہ ہی یعنی معروف کام کرنے سے صدقے
کا ثواب ملتا ہی اور وہ جو کہا فقیر کو کھلانے کی نیت سے پکاوے تو دوسرے کو کھانا جائز
نہین یہہ مذہب حنفیہ کا ہی شافعیہ کے یہان جو حکم ہی ہم سابق ذکر کئے معلوم کیجئے
فقہاء شافعیہ لکھے ہین میت پر نوحہ اور ندبہ کرنے والون کے لئے کھانا تیار کرنا اور انکو کھلانا
حرام ہی کیونکہ اُس سے گناہ کی اعانت ہوتی ہی اور میت کے لوگ کھانا پکاکے لوگون کی دعوت
کرنا بدعت اور مکروہ ہی اور اُس کھانیکی دعوت قبول کرنا بھی مکروہ ہی امام احمد اور ابن ماجہ نے
جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے بسند صحیح روایت کئے ہین جابر نے کہے کہ میت کے دفن
کے بعد لوگون نے اُسکے قرابتیون کے پاس جمع ہونا اور اہل قرابت انکے لئے کھانا تیار کرنا

اس کو ہم نوحے مین شمار کرتے تھے اس حدیث سے اس کی کراہت معلوم ہوئی اُس کو نوحے مین
شمار کرنا اس لئے ہی کہ اس مین غم کے کام پر اہتمام پایا جاتا ہی سوم دہم وغیرہ مین جو کھانا
پکاتے ہین وہ بھی بدعت ہی اُس کی کراہت کا حکم کُتب مین فقہ شافعی کے نظر نہ آیا دلیل
جو لکھے غم کے کام پر اہتمام کرنا مکروہ ہی اُس سے اسکی کراہت بھی معلوم ہوتی ہی حنفیہ سے برازی
اپنی فتاوی مین لکھا ہی کہ کھانا پکانا مرنے کے دن یا سوم کو یا ہفتے کے بعد اور عیدون مین
مکروہ ہی مولوی اسحٰق جامع البرکات سے نقل کیا ہی کہ مرے بعد سالانے کو یا چھے مہینون کو
یا چہلم کو اس ملک مین کھانا پکاتے ہین اور بھائی آشنا کے گھر گھر بھیجتے ہین اور اسکو بھاجی کہتے
ہین سو کچھ داخل اعتبار نہین بہتر یہہ ہی کہ نہ کھاوے انتہی اور فتح القدیر مین لکھا ہی میت کے
لوگ ضیافت کا کھانا پکانا مکروہ ہی کیونکہ ضیافت شرع مین خوشی کے کام پر آئی ہی نہ غم کے
وقت اور وہ بدعت قبیح ہی انتہی معلوم کیجئے میت کی زیارت کے واسطے سوم دہم وغیرہ
مین لوگ جمع ہونا بدعت ہی ابن حجر مکی تحفہ مین لکھا ہی دفن کے بعد قبر کے پاس قرآن پڑھنے
اور میت کو دعا کرنے جایا کرنا سنت ہی لیکن لوگ جو جمع ہوا کرتے ہین وہ بدعت ہی اور اس
جمع ہونے مین بعضی بدعت حسنہ ہی انتہی اس سے معلوم ہوا کہ جمع ہو کے قرآن وغیرہ پڑھین

اور کوئی منکر کام نہ کریں تو وہ بدعت ہے لیکن قبیح نہیں اور موت کا دن معین کر کے ہر سال
اس دن زیارت کرنا بھی بدعت ہے لیکن ابن جریر نے محمد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے کہ
كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِي قُبُوْرَ الشُّهَدَاۤءِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ
حَوْلٍ فَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ یعنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم شہدا کے قبور پاس ہر سال کے آغاز میں آتے اور فرماتے الحدیث لیکن سند اسکی
متصل نہیں اس لیے قابل حجت ہو نہیں سکتی اور بیہقی نے واقدی سے روایت کیا ہے
قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُ الشُّهَدَاۤءَ بِاُحُدٍ فِيْ كُلِّ حَوْلٍ
وَاِذَا بَلَغَ الشِّعْبَ رَفَعَ صَوْتَهٗ فَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ
عُقْبَى الدَّارِ ثُمَّ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ حَوْلٍ يَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ثُمَّ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہدائے
احد کی زیارت کے واسطے ہر سال جاتے جب پہاڑ کے شعب پاس پہنچتے تو پکار کے کہتے
سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ ہر سال ایسا ہی
کیا کرتے تھے بعد عمر بن الخطاب بعد عثمان رضی اللہ عنہما لیکن واقدی ضعیف ہے ابن حجر مکی

کتاب حسن التوسل مین واقدی سے جو روایت مذکور ہوئی نام واقدی کا نہ لکھ کے اُسکو
ابن الحاج وغیرہ سے نقل کیا ہی اور اُس حدیث کو کس نے روایت کیا سو اُس کا نام نہین لکھا
ابن حجر اِس حدیث کو ذکر کرنا اور شہدآء اُحد کی زیارت کو گئے تو وہ دُعا پڑھنا کرکے دلیل پکڑنا
دلالت کرتا ہی کہ وہ حدیث اُسکے پاس قابل حجت ہی اِس سے معلوم ہوا کہ ہر سال زیارت
جو کرتے مین اُسکو شرع سے اصل ہی فِي كُلِّ حَوْلٍ کرکے جو حدیث مین آیا اور ابن جریر
کی روایت مین رَاسِ كُلِّ حَوْلٍ کرکے جو مذکور ہوا اُس سے متبادر یہی ہی کہ اُنکی موت
کے وقت سے سال لیا کرتے تھے عرب کا محاورہ اِسی پر دلالت کرتا ہی حَوْل نہ کہینگے جب تک
سال پورا نہ ہو امام نووی تهذيب الاسمآء واللغات مین صاحب المحکم سے نقل کئے ہین
کہا اَلْحَوْلُ سَنَةٌ بِاَسْرِهَا یعنی حَوْل پورے سال کو کہتے ہین اُنکی وفات کے وقت سے
سال جب پورا ہوا تو حَوْل ہوا اِس تقدیر مین یہہ روایت مجمل نہین کہ سال موت کے
وقت سے لینا یا سنہ ہجری کا شروع جو محرم ہی تا اُس پر عمل کرنے سے بیان وارد ہوئے
تک توقف کرین اور یہہ حدیث معارض نہین ہوتی لَا تَجْعَلُوا قَبْرِي عِيدًا کی حدیث
سے کیونکہ اُس سے مراد لہو لعب کی خاطر جمع ہونا ہی چنانچہ ہم سابق لکھ چکے از انجملہ اِس بات کے

مشایخ مرید کرتے ہین تو اُس سے سجدہ کرواتے ہین اور فقیر بناتے ہین تو چار ابرو کی صفائی کرواتے
ہین یعنی سر داڑھی مُچھ بھون پلک وغیرہ مونڈوا کے بکرے کے بھونے سرے کی سی صورت بناتے
ہین سو حرام اور بہت بری بدعت ہے امام نووی نے روضے مین لکھا ہے کہ مشایخون کے
روبرو اکثر جہال سجدہ جو کرتے ہین سو یقیناً حرام ہے خواہ منہہ قبلے کی طرف کرکے سجدہ کرین
یا قبلے کی طرف نہ کرین خواہ اُس سے اللہ تعالی کو سجدہ کرنیکا قصد کرے یا اِس قصد سے غافل
ہووے اور اِس سجدے کی بعضی صورت مین کفر ہوتا ہے انتہی ابن حجر مکی نے کتاب الاعلام
بقواطع الاسلام مین لکھا ہے کہ اِس سجدے سے مخلوق کی عبادت یا اُسکے تقرب کا قصد کیا
تو کافر ہوگا اگر تعظیم کا قصد کیا یا کچھ بھی قصد نہ کیا تو حرام ہوگا کفر لازم نہ آئیگا انتہی
اور وہ جو نووی نے کہا کہ اللہ تعالی کو سجدہ کرنیکی نیت کیا تو بھی حرام ہے کیونکہ بے سبب
اللہ تعالی کو سجدہ تنہا یا رکوع تنہا کرنا حرام ہے منہہ پر کے بال سب مونڈنا بھی حرام ہے اگر اِس
سے بھی مخلوق کی عبادت یا تقرب کا قصد کیا تو کافر ہوگا معلوم کیجیے ابن القیم نے
کتاب الہدی مین لکھا ہے سر کے بال مونڈنا تین قسم پر ہے ایک تو عبادت اور قربت ہے
دوسری قسم بدعت اور شرک ہے تیسری قسم حاجت و دوا ہے حج و عمرے مین سر مونڈوانا

سر بتعظیم غیر خدا منڈانا منع کیا ہے
اسکا بیان

عبادت

عبادت ہی اللہ کے غیر کے واسطے سر مونڈوانا شرک و بدعت ہی جیسا مرید نے پیر کے واسطے بال
مونڈتے ہین اوٗر کہتے ہین مین نے فلانے پیر کے واسطے اپنا سر مونڈوایا اوٗر تو فلانے کے واسطے
یہہ کہنا کیسا ہی جیسا کہین مین نے سجدہ فلانے کو کیا کیونکہ سر مونڈنا خضوع اوٗر عبودیت
کی علامت ہی اسی واسطے سر مونڈنا حج کے مناسک تمام ہونیکی علامت ٹھہری اوٗر
سر مونڈنا شافعی کے پاس حج کے ارکان سے ایک رکن ہی بدون اسکے حج تمام نہ ہوگا
کیونکہ پیشانی کے بال اپنے پروردگار کے روبرو رکھنا اسکی عظمت کے لئے خضوع کرنا اوٗر
اسکی عزت کے واسطے ذلیل ہونا ہی اوٗر عبودیت کے اقسام مین یہہ بڑی قسم ہی اسی کے نظر
کرکے عربون کی عادت تھی جب قیدی کو ذلت سے چھوڑنا چاہتے تو اسکے سر کے بال
مونڈکے چھوڑتے جب گمراہ کرنیوالے اوٗر اللہ کی ربوبیت مین شریک ہونیوالے پیران نکلے کہ جنکی
پیری کا اساس شرک و بدعت ہی چاہے کہ مرید اپنی پرستش کرے سو انکو سمجھا دئے کہ سر کے
بال ہمارے لئے مونڈنا جیسا سمجھا دئے کہ اپنے کو سجدہ کرنا اوٗر سجدے کا نام بدل کے کہے کہ
یہہ پیر کے روبرو سر رکھنا ہی سجدہ نہین مین اللہ کی قسم کرکے کہتا ہون اللہ کو سجدہ جو کرتے
ہین وہ بھی اللہ سبحانہ کے روبرو سر رکھنا ہی اوٗر انکو سمجھا دئے ہمکو نذر دینا اوٗر ہمارا نام لیکے

قسم کرنا اللہ تعالی کو چھوڑ کے بیرون کو الہ و رب ٹھہرانا یہی بات ہی اللہ تعالی فرماتا ہے

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُونُوا رَبَّانِيِّينَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ الْكِتَابَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُونَ وَلَا يَأْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰئِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ اَرْبَابًا اَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُسْلِمُونَ

یعنی کسی بشر کا کام نہین کہ اللہ اُسکو دیوے کتاب اور حکم اور پیغمبری پھر وہ کہے لوگون کو کہ تم میرے بندے ہو اللہ کو چھوڑ کر و لیکن تم ربانی ہو جاؤ جیسے تھے تم کتاب سکھاتے اور جیسے تھے تم پڑھتے اور نہ یہہ کہے تمکو کہ ٹھہراو فرشتونکو اور نبیونکو رب کیا تمکو سکھاویگا کفر بعد اِسکے کہ تم مسلمان ہو چکو اور عبادتون مین اشرف عبادت نماز تھی اسکو مشائخ اور بے عمل علما اور ظالم حاکمان آپس مین بانٹ لئے نماز مین اشرف سجدہ تھا اُسکو مشائخون نے لئے اور عالم جو کہلاتے ہین اُسمین کا رکوع لئے آپس کی ملاقات ہوتی ہی تو عالمون کو رکوع کرتے ہین جیسا نماز مین رکوع ہی اور ظالم حالکمون نے اُس مین کا قیام لئے اُنکے روبرو حُر یعنی آزاد اور غلام سب ہاتھہ باندھکے کھڑے ہوتے ہین وے بیٹھے رہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ان تینوں چیزوں کو بتفصیل منع فرمائے ان چیزوں کو کرنیوالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح مخالفت کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے غیر کو سجدہ کرنے سے منع کیے اور فرمائے لَا یَنْبَغِی لِاَحَدٍ اَنْ یَسْجُدَ لِاَحَدٍ یعنی کسی کو سزاوار نہین کہ سجدہ کرے کسی احد کو اور معاذ رضی اللہ عنہ جب آپکو سجدہ کئے تو اسکو بد جانے اور فرمائے مَہْ یعنی اس سے باز آ دین محمدی مین اللہ کے غیر کو سجدہ حرام ہونیکی بات بالضرورت معلوم ہی اور جو شخص اللہ کے غیر کو سجدہ کرنا جائز رکھا تو اس نے اللہ سے اور اس کے رسول سے ضد کیا عبادت کے اقسام مین سجدہ کرنا نہایت عبودیت ہی جب کسی نے بشر سے اس قسم کی شرک جائز رکھا تو اس نے اللہ کے غیر کو پرستش کرنا جائز رکھا اور صحیح حدیث مین آیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھے کسی سے ملاقات ہوئی تو کیا اسکے واسطے جھکے تو آپ فرمائے نہ جھکنا پھر پوچھے کیا اسکے گلے لگے اور بوسہ دیوے فرمائے نہ بعد پوچھے کیا مصافحہ کرے تو فرمائے ہان اور بھی یہہ بات ہی تحیت یعنی سلام کے وقت جھکنا سجدہ ہی اللہ تعالی اس باب مین فرماتا ہی فَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا یعنی داخل ہو دروازے مین سجدہ کرتے یعنی خم کے رکوع کی حالت سے پیشوہم سجدے سے مراد رکوع کہے ہین کیونکہ سجدے کی

حالت سے دروازے مین جانا ممکن نہین اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہہ بات صحت کو پہنچی
ہی کہ بیٹھا ہوا شخص کسی کے واسطے نہ کھڑے رہے جیسے عجم ایک دوسرے کی خاطر کھڑے ہوتے
ہین یہان تک کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے قیام کو منع کئے اور فرمائے امام جب بیٹھکے
نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھکے نماز پڑھو لوگ باوجود صحیح سالم ہونیکے اور کچھہ عذر نہ رکھنیکے
یہہ امر کئے تا ایسا نہ ہو کہ آپ بیٹھے رہین اور اپنے پاس کے لوگ کھڑے ہون حالانکہ وہ
قیام اللہ تعالی کی عبادت کے لئے تھا جب اُسکو روا نہ رکھے تو قیام جو اللہ تعالی کے غیر
کی تعظیم و عبودیت کی خاطر ہو اُسکو کیونکر جائز رکھینگے ہمارا مقصود یہہ ہی کہ گمراہ لوگ
جنکی نفس جاہلیت کے کامون کی طرف مایل ہی اللہ کی عبودیت کو ساقط کئے اور مخلوقات
سے جس کی تعظیم اُنکو منظور ہو اسکو اللہ کی عبودیت مین شریک ٹھہرائے پھر اللہ کے
غیر کو سجدہ کئے رکوع کئے نماز مین جیسا کھڑے ہوتے ہین اُس مخلوق کے روبرو کھڑے ہوے
اللہ کے غیر کے نام کی قسم کھائے اُسکے غیر کی منت کئے اُس کے غیر کے لئے اپنا سر منڈوائے اور
جانور ذبح کئے اللہ کے گھر کے سوائے دوسری جگہہ کا طواف کئے اور محبت اور خوف
اور رجا اور اطاعت کے ارادے سے اُسکی تعظیم کئے جیسا خالق کی تعظم کرتے ہین بلکہ

اُس سے زیادہ اوٗر آپ جس مخلوق کی بندگی کرتے ہین اُسکو ربّ العالمین کے برابر کردیٗ
یے وے لوگ ہین جو انبیا کی دعوت کو قبول نہین کرتے ہین یہہ وے ہین جو اپنے پروردگار
کے برابر دوسرے کو کرتے ہین یے وے ہین جو دوزخ مین اپنے معبودون سے جھگرینگے کہ
تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ اِذْ نُسَوِّيْكُمْ بِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ
یعنی اللہ کی قسم مقرر ہم صاف گمراہی مین تھے کیونکہ ہم تمکو ربّ العالمین کے برابر کرتے
تھے یے وے ہین جنکے حق مین اللہ تعالیٰ فرمایا ہی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُونِ
اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ
یعنی بعضی لوگ ہین ٹھہراتے ہین اللہ کے سوائے اوٗرونکو ساجھی محبت رکھتے ہین اُنکی
جیسی محبت اللہ کی اوٗر ایمان والونکو اُس سے زیادہ محبت ہی اللہ کی یے تمام ازجملہ شرک
ہی وَاللّٰهُ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ یعنی اللہ نہین بخشتا اُسکے ساتھ شریک
ٹھہرانیوالے کو ابن القیمؒ کے کلام کا ترجمہ تمام ہوا معلوم کیجیے یہہ ابن القیم
شاگرد ہی ابن تیمیہ کا ابن تیمیہ اوٗر اُسکے تابعین کو ان امور مین نہایت غلو ہی اُس طرح کے
نظر کرتے تمام کو مشرک بنادیتے ہین اوٗر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یا اوٗر کسی سے شفاعت کی

التجا کرنا جائز نہین کر کے کہتے ہین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے واسطے
سفر کرنا حرام ہی کہتے ہین زیارت کا احوال ہم سابق ذکر کئے اب اُسکے چند لغزشین جو
اِس سخن مین ہین بیان کرتے ہین لیکن ابن القیم نے ایک چیز جو چھوڑ دیا اُس کا سبب
معلوم نہ ہوا نماز کی رکوع سجود قیام کی تقسیم کیا نماز کے قعود کو کیا واسطے چھوڑ دیا
دو زانو بیٹھنا بھی نماز کی ہیئتون مین ایک ہیئت ہی اُسکے قول کے نظر کرتے اُستاد کے
روبرو دو زانو بیٹھنا بھی شرک ہی شاید اپنا اُستاد ابن تیمیہ اِس امر کو اپنے لئے ٹھہرایا
ہی کر کے اُسکو چھوڑ دیا الغرض فقہا تصریح کئے ہین جسکی تعظیم کسی وجہ سے جائز نہین
جیسے بت اور صلیب اور سورج وغیرہ اِنکو سجدہ کرنا کفر ہی اور اِنسان جو کسی وجہ کی
تعظیم کا مستحق ہی اُسکی عبادت یا تقرب کے قصد سے سجدہ کیا تو کافر ہوگا یہہ قصد نہ کر کے
تحیت و اکرام کا قصد کیا تو گنہ گار ہوگا پر کافر نہ ہوگا امام نووی کا اور ابن حجر مکی کا
قول جو ذکر کئے اُس سے یہی بات معلوم ہوئی اور کسی مخلوق کو رکوع کرنے سے کافر نہین
ہوتا مگر اُسکی عبادت اور تقرب کا قصد کرے ابن حجر مکی تحفہ مین جو لکھا ہی اُسکا حاصل
یہہ ہی کہ کسی مخلوق کو جیسے بت یا سورج کو سجدہ کیا تو کافر ہوتا ہی رکوع کیا تو کافر نہین ہوتا

کوہا

کیونکہ رکوع کی صورت یعنی خم ہونا مخلوق کے لئے اکثر عادت جاری ہی بخلاف سجدہ کہ اسکی
عادت نہین رکوع مین اوٗر سجدے مین جو فرق کیئے وہ مطلق رکوع کرنے مین ہی اگر رکوع سے
مخلوق کی تعظیم کا قصد کیا جیسا اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتے ہین تو بیشک کافر ہو گا رملی نہایہ
مین اوٗر دوسرے فقہا بھی ایسا ہی کہے ہین جب رکوع کا یہہ حکم ہوا تو قیام کو بھی اسی پر
قیاس کر لیجے یعنی قیام سے اُنکی تعظیم کا قصد کیا جیسی اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرتے ہین تو
کافر ہو گا ابن القیم کے کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ کوئی آوے تو اُسکے اکرام کے واسطے
کھڑے ہونا مطلق حرام ہی لیکن یہہ بات حنفی اوٗر شافعی علما کے قول کا خلاف ہی
قیام ریا اوٗر نخوت اوٗر تکبر کے راہ کرنے جو ہوتا ہی وہ حرام ہی قیام سے منع جو حدیث
مین آیا ہی اُس سے یہی قیام مراد ہی ایسا ہی لوگ اپنی تعظیم کے واسطے کھڑے ہونیکی خواہش
کرنا حرام ہی اوٗر سلاطین نخوت سے آپ بیٹھے رہکے لوگون کو کھڑے کرانا بھی حرام ہی اہل فضل
جیسے علما اور صلحا اور سادات اوٗر طالب العلم اوٗر رئیس اوٗر حاکمِ عادل اوٗر والدین
اوٗر اُستاد کے اکرام واحترام کے واسطے کھڑے ہونا مستحب ہی امام نووی رحمہ اللہ نے
اسکے جواز پر ایک رسالہ تصنیف کیا ہی اوٗر وہ جو کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے قیام کو

منع کیئے اُس کا قصہ یہہ ہی کہ ایکبار نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سے گر کے مُہرہ پاؤن کا سرکا
آپ بیٹھکے امامت کیئے لوگ اقتدا کے واسطے جو کھڑے تھے اُنکو منع کیئے اور فرمائے امام کی
متابعت کیا چاہیئے اگر وہ کھڑے ہوکے نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے رہو اگر وہ بیٹھکے نماز
پڑھے تم بھی بیٹھکے نماز پڑھو یہہ قصہ بخاری اور مسلم وغیرہ مین انس رضی اللہ عنہ سے ایا ہی
اِس روایت کے دیکھتے ابن القیم نے قیام کو جو منع کیا ہی اُس پر کچھہ دلیل نہین لیکن مسلم نے
اُس حدیث کو ابی الزبیر کی طریق سے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم شکایت کے سبب سے بیٹھکے نماز پڑھے ہم حضرت کے پیچھے کھڑے تھے سو ہمکو
بیٹھنے کے واسطے اشارہ کیئے پھر ہم بیٹھکے اقتدا کیئے جب نماز سے سلام کیئے تو فرمائے قریب تھا
کہ اب تم فارس اور روم کی چال پر چلین انکا بادشاہ بیٹھا ہی اور وے کھڑے ہوئے ہین
تم ویسا مت کرو امام کی متابعت کرو اگر وہ کھڑے ہوکے نماز پڑھے تو تم بھی کھڑے ہو
اگر وہ بیٹھکے نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھکے نماز پڑھو اِس روایت سے ابن القیم کا مقصود
حاصل ہوتا ہی لیکن ہم کہینگے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہہ منع جو کیئے اِس اندیشے سے کیئے کہ لوگ
اپنی تعظیم مین مبالغہ نہ کرین جیسے نصاریٰ مسیح کی تعظیم مین مبالغہ کیئے امام نووی شرح مسلم

مین

مین اِس حدیث کی شرح مین لکھا ہی کہ اِس حدیث سے ثابت ہوا کہ غلام اوٗر تابعدار اپنے
صاحب کے روبرو کھڑے ہونا اوٗر وہ بیٹھے رہنا ممنوع ہی اہل فضل و خیر آدین تو اُنکے
لئے کھڑے ہونا اِس نہی مین داخل نہین بلکہ وہ جائز ہی انتہیٰ معلوم کیجئے ابن القیم نے
اِس حدیث کو یہان جو بیان کیا اُسکے لئے ہمکو ایک مسئلہ لکھنا ضرور پڑا تا لوگون کو
شبہہ نہ ہو وہ مسئلہ یہہ ہی امام عذر کے سبب کرتے اگر بیٹھکے نماز پڑھے تو مقتدیان
کیا کرنا امام شافعی اوٗر امام ابو حنیفہ کا مذہب یہہ ہی کہ مقتدیان کھڑے رہنا وے کہتے
ہین یہہ حدیث منسوخ ہی امام مالک کے یہان عذر کے لئے جو بیٹھتا ہی نے عذر والا
شخص اُسکی اقتدا کرنا صحیح نہین اوٗر امام احمد بن حنبل کے یہان یہہ ہی کہ اگر امام بیماری
کے عذر سے بیٹھکے نماز شروع کیا ہو تو مقتدیان بھی بیٹھکے نماز پڑھنا مندوب ہی
اگر کھڑے ہوکے اقتدا کرین تو بھی صحیح ہی اگر امام کھڑے ہوکے نماز شروع کیا اثنا نماز مین
عذر ہو جانے سے بیٹھ گیا تو مقتدیان کھڑے ہوکے اقتدا کرنا واجب ہی پھر اب ہم نے
اصل مطلب پر آئے معلوم کیجئے سجدہ اوٗر رکوع دونون اللہ تعالیٰ کے غیر کو کرنا حرام
ہونے مین اوٗر ایسا ہی سلاطین وغیرہ کے روبرو بے ضرورت تکبر اوٗر نخوت کی راہ کرتے

کھڑے ہونا حرام ہونے مین ہمکو کچھ کلام نہین اوریہ چیزین عبادت کے قصد سے کرین تو
کفر ہونے مین بھی کچھ شک نہین اور سجدے کی حرمت معلومات دین سے ہی جو بالضرورت
معلوم ہین کوئی حلال جانا تو کافر ہوگا سو بھی مسلّم ہی لیکن ہمکو سخن اس مین ہی جو ابن القیم
نے کہا کہ انکا مجرد فعل کفر ہی اگر مطلق سجدہ کفر ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
معاذ کے منع پر اکتفا نفرماتے بلکہ تجدید ایمان کرواتے اور عجم جیسے اپنی سلاطین کے پاس
کھڑے ہوتے ہین ویسا مت کھڑے ہو کرکے نفرماتے بلکہ وہ کفر ہی کرکے صاف کہہ دیتے
اگر کوئی اعتراض کرے کہ شافعی فقہا وغیرہ مخلوق کو سجدہ کرنا کفر ہی کرکے کہے سو
مطلق مخلوق کے سجدے کو کفر کی علامت ٹھہرائے اسکو قید لگانا انکے قول کا خلاف ہی
اس کا جواب یہہ ہی مخلوق سے جمادات وغیرہ مراد ہین انسان مراد نہین سورج چاند
پتھر وغیرہ جمادات کو سجدہ کرتے ہی کافر ہوگا پھر اللہ کی تعظیم کی سی تعظیم کا ارادہ کرے
یا نہ کرے اور انسان کہ جسکی تعظیم و اکرام کرو کرکے اللہ کا حکم ہی اسکو سجدہ کرنے مین قصد
کو دخل ہی اللہ تعالی کی تعظیم کی سی تعظیم کا یا تقرب کا ارادہ کیا تو کافر ہوگا نہین تو
گناہ گار ہوگا اور وہ گناہ کبیرہ ہی لیکن کافر نہ ہوگا اگر کوئی اعتراض کرے کہ بت کو سجدہ کرنا

اور بہا

اوٗر باپ کو مثلاً سجدہ کرنا دونون برابر ہین انمین کچھ فرق نہین بت کے سجدے سے کافر ہوا
کہنا اوٗر باپ کے سجدے سے نہ کہنا معقول نہین چنانچہ عزالدین بن عبد السلام جو شافعیہ
کے بڑے علماے ہوا ہین ہی اعتراض کیا ہے اوٗر کہا ہے کہ بت کو سجدہ کرے تو کافر ہونا اوٗر بیٹا
اپ کو تعظیم کی جہت سے سجدہ کرے تو کافر نہ ہونا مشکل ہے باپ کو سجدہ کرنے سے جیسا
اللہ تعالیٰ کی تقرب کا ارادہ کرتے ہین ویسا ہی بت کے سجدے سے کبھی اللہ کے تقرب کا
ارادہ کرتے ہین جیسا کہ اللہ تعالیٰ انکے قول کو نقل کیا مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا
اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اس کا یہہ جواب نہین ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ سجدے کو علما اوٗر آباکے
نے جائز رکھا بتون کے لئے جائز نہ رکھا انتہی شہاب الدین قرافی نے اس اعتراض کی
تقریر یون کیا ہے کہ علما صاف کہہ دئے ہین درخت کو سجدہ کرنا کفر ہے اوٗر باپ کو سجدہ کرنا
کفر نہین حالانکہ دونون کو سجدہ کرنیوالے جانتے ہین کہ اللہ تعالیٰ ہے کے واسطے کیا جیز وا جب
ہے اوٗر کیا جیز محال ہے اوٗر اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو کرکے فرشتون
کو امر کیا سو وے سجدہ کئے اوٗر ایک قول پر آدم انھون کا قبلہ نہین تھے بلکہ آدم کی تعظیم
ہی مقصود تھی اوٗر کوئی ایسا نہین کہا کہ اللہ تعالیٰ جس کفر سے ہمکو منع کیا وہان آدم کے

لئے جائز رکھا اور یہہ بھی نہین کہا کہ آدم علیہ السّلام کے لئے کفر مباح کیا انہ
اِس اعتراض کا جواب قرافی نے یون دیا ہی کہ لوگ اللہ کے غیر کو جو عبادت کر
ہین درخت بھی اُنھین کی اقسام مین ہی جب اُسکو سجدہ کئے تو عبادت پر ہی حم
کئے کیونکہ اُس درخت مین تعظیم کی کوئی جہت نہین سوائے پرستش کے بخلاف وا
کے کہ اُس مین تعظیم کے بہت سے سبب ہین اُن سببون سے کوئی سبب اُسکی
پرستش کو مقتضی نہین فرشتے آدم علیہ السّلام کو سجدہ کئے سو اُنکی اجلال و تعظیم
کے لئے تھا آدم مستحق پرستش کے نہین سو سبھون کو معلوم تھا اُنکی تعظیم سجدے سے
کئے سو وہ اللہ کا حکم تھا امتحان کے واسطے کہ اللہ کی اطاعت کون کرتا ہی اور
تکبر کون ابن حجر مکی کتاب الاعلام مین اِس اعتراض کا جواب یون دیا ہی کہ والد کی
تعظیم کرو کرکے شرع مین حکم آیا ہی بلکہ سابق کے انبیا کی شرع مین باپ کو سجدہ کرنا
جائز تھا جیسا اللہ تعالی فرمایا ہی وَخَرُّوا لَهُ سُجَّدًا یعنی اُس کے لئے یعنی یوسف کے
لئے سجدے مین گئے یہہ بنا کرتے اِس پر کہ سجدے سے پیشانی زمین پر رکھنی مراد ہی جیسا کہ علما
کی ایک جماعت کہی ہی اور بولتے ہین کہ وہ سابق کے انبیا کی شرع مین جائز تھا اور بعضی

کہے

ابن حجر مکی کی عبارت یون ہی ویمکن ان یجاب عنہ بان الوالد وردت الشریعۃ بتعظیمہ بل ورد شرع غیرنا بالسجود للوالد کما فی قولہ تعالی وخروا لہ سجدا الخ [illegible]

کہے ہین سجدے سے مراد خم ہونا ہے بہرحال اِس جنس کی تعظیم باپ کے لئے آئی ہے اگرچہ کسی
ایک زمانے مین اور کسی ایک شریعت مین ہو پس اُس مین ایک شبہہ ہوا کہ اُسکے سبب
کرنے سجدہ کرنے والے سے کفر دفع ہوا بخلاف بت کو یا سورج کو سجدہ کرنا کہ کسی
شریعت مین سجدہ یا جو سجدے کا مشابہ ہو تعظیم کی قسم سے وارد نہ ہوا پھر اُسکے کرنے
والے کو شبہہ نہ ضعیف ہے نہ قوی اِس لئے وہ کافر ہوا اور شرع جس چیز کو تعظیم کرنے
کی رخصت نہین دی ہے وہان تقرب کا قصد کرنا کچھ اعتبار نہین بخلاف اُنکے کہ جنکی
تعظیم شرع مین وارد ہوئی ہے وہان تقرب کا قصد معتبر ہے باپ کو سجدہ کرنیکے باب مین
جو جواب ہمنے کہے علما کو سجدہ کرنیکے مقدمہ مین بھی وہی جاری ہوتا ہے کیونکہ علما کی
تعظیم کرو کرکے بھی شرع وارد ہوئی ہے اور علما کے جنس کو سجدہ کرنا کسی وقت مین
جائز تھا اللہ تعالیٰ فرمایا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا
یعنی جب کہا ہمنے فرشتون کو سجدہ کرو آدم کو تو وے سجدہ کئے فرشتون کے
دیکھتے آدم علیہ السّلام عالِم تھے جنس عالم کے لئے سجدہ آیا تو اُنکے سجدے مین بھی شبہہ ہوا
اگرچہ ایک جماعت کہی ہے سجدے سے مراد خم ہونا ہے اور آدم مسجود نہین تھے بلکہ

اُنکے سجدے کا قبلہ تھے جیسا کعبہ ہماری نماز کا قبلہ ہے انتہی شہاب الدین خفاجی شفا
قاضی عیاض کی شرح مین بھی ایسا ہی کہا ہے مذہب حنفی مین بھی سجدے مین تفصیل ہے
بحر رائق مین لکھا ہے جبابرہ یعنی ظالم سلاطین کو سجدہ کرے اور اُس سے عبادت کا
قصد کرے تو کافر ہوگا اگر تحیت کا قصد کرے تو اکثر علما کے پاس کافر نہ ہوگا اور
فتاوی عالمگیریہ مین فتاوی ظہیریہ سے نقل کیا ہے کہ امام ابو منصور نے کہا کسی نے کسی کے
واسطے زمین بوس ہوا یا اُس کے لئے خم ہوا یا سر جھکایا تو کافر نہ ہوگا کیونکہ اُس نے
اِس سے تعظیم کا ارادہ کیا اُسکی عبادت کا قصد نہین کیا ہمارے دوسرے عُلما
کہے ہین کسی نے اِن جبابرہ کو سجدہ کیا تو اُس نے گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا وہ کافر
ہوگا یا نہ اِس مین اختلاف ہے بعضی کہتے ہین مطلق کافر ہوتا ہے یعنی اُس سجدے سے
کچھ ہی ارادہ کرے کافر ہوتا ہے اور اکثر عُلما کہتے ہین یہہ سجدہ کرنا کئی وجہ پر ہوتا ہے
اگر اُس سے عبادت کا قصد کیا تو کافر ہوگا اگر تحیت کا ارادہ کیا تو کافر نہ ہوگا لیکن
ایسا کرنا اُسکی حق مین حرام ہے اگر کسی بات کا ارادہ نہ ہو تو اکثر علما کے قول پر کافر ہوتا ہے
زمین کو بوسہ دینا بھی سجدے کے قریب ہے لیکن رُخسارہ اور پیشانی زمین پر رکھنے سے

اسکی حرمت کمتر ہی انتہی ابن القیم نے اللہ کے غیر کے نام کی قسم کھانا کفر ہی کہا سو
اس مین بھی تفصیل ہی جس شخص کے نام کی قسم کھایا ہی اگر اسکی تعظیم کا ارادہ کیا جیسی
اللہ کی تعظیم ہی تو کافر ہوگا یہہ قصد نہ ہو تو کافر نہ ہوگا پر مکروہ ہی اور بعضون کے قول مین
حرام خطیب شربینی منہاج کی شرح مین لکھا ہی بخاری و مسلم روایت کیے ہین کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تمکو منع کرتا ہی اپنے باپ کی قسم کھانے سے
جو قسم کھاوے تو اللہ کے نام کی قسم کھاوے نہین تو خاموش رہے اللہ کے غیر کے نام کی
قسم کھانا مکروہ ہی اور حاکم جو ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرمائے جو کوئی اللہ کے غیر کی قسم کھایا تو وہ کافر ہوا اور بعضی روایتون مین
آیا ہی کہ اللہ کے ساتھ شرک لایا سو اس سے مراد یہہ ہی کہ قسم کھانیوالا جس کے نام
کی قسم کھاتا ہی اس سے اس شخص کی تعظیم کا اعتقاد کرے جیسا اللہ تعالی کی تعظیم کا
قصد کرتا ہی تو کافر ہوگا انتہی ابن حجر مکی تحفے مین لکھا ہی منہاج کا ایک شارح نے
لکھا ہی کہ اللہ کے غیر کے نام کی قسم کھاوے اور اس سے اللہ کی تعظیم کی سی تعظیم کا
قصد نہ کرے تو گنہگار ہوا اور وہ شارح بولا ہی کہ ہمارے اکثر علما ایسا ہی کہے ہین

اور شافعی رضی اللہ عنہ بھی ایسا ہی کہے ہین لیکن نووی شرح مسلم مین کہتے ہین کہ شافعی کے اکثر علما کہتے ہین کہ وہ مکروہ ہی شافعیہ کے اکثر علما مکروہ بولنا جو نووی لکھا وہی بات معتمد ہی اگرچہ گنہ گار ہونیکی دلیل ظاہر ہی بعضون نے کہا اس زمانے مین گنہ گار ہوتا ہی کرکے حکم کرنا مناسب ہی کیونکہ اکثر لوگ مخلوق کی تعظیم اور اللہ تعالی کی مشابہت کا قصد رکھکے ایسی قسم کھاتے ہین رملی نہایہ شرح منہاج مین لکھا ہی مخلوق کے نام کی قسم کھانا مکروہ ہی بموجب حدیث کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے اللہ تعالی تمکو منع کیا ہی اپنے باپون کے نام کی قسم کھانے سے جو شخص قسم کھاوے تو اللہ کے نام کی قسم کھاوے نہین تو خاموش رہے امام شافعی کہے ہین اللہ کے غیر کے نام کی قسم کھاوے تو گنہ گار ہونیکا مجھے اندیشہ ہی ہان اگر اُس سے اللہ کی تعظیم کی سی تعظیم کا قصد کیا تو کافر ہوگا انتہی حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری مین لکھا ہی شافعی جو کہے ہین اللہ کے غیر کے نام کی قسم کھاوے تو گنہ گار ہونیکا مجھے اندیشہ ہی اِس قول کے نظر کرتے شافعیہ پاس اختلاف ہی اکثر لوگ کہے ہین کہ وہ قسم مکروہ ہی امام الحرمین کہا ہی مذہب یہی ہی کہ وہ کراہت ہی دوسرے علما تفصیل کئے ہین کہ جسکے نام کی قسم کھاتا ہی سو اُسکی ایسی تعظیم کا

اعتقاد کیا کہ اُسکو اللہ کی ذات کے واسطے اعتقاد کرتے ہین تو قسم کھانا حرام ہوگا اور
اس اعتقاد سے کافر ہوگا حاکم کی حدیث جو مذکور ہوئی اِسی پر محمول ہے اگر اللہ کے غیر کے
نام کی قسم کھاتا ہے سو اُس غیر کو جس طور کی تعظیم کرنا لایق ہے اتنی ہی تعظیم کا اعتقاد کیا
تو کافر نہ ہوگا اور امام مالک کے یہان بھی اللہ کے غیر کے نام کی قسم کھانے مین دو قول
ہین بعضے کہتے ہین مکروہ ہے یہی قول انکے یہان مشہور ہے اور بعضے کہتے ہین حرام ہے
اور حنبلیہ کے یہان بھی یہی دو قول ہین لیکن مشہور انکے یہان حرام ہے انتہی اور حنفیہ
کے پاس بھی اختلاف ہے درمختار مین لکھا ہے اللہ کے غیر کے نام کی قسم کھانیکو بعضون نے
مکروہ کہا ہے اور اکثر کہتے ہین کہ مکروہ نہین علی الخصوص ہمارے زمانے مین انتہی اور حنفیہ
کہتے ہین اللہ کے غیر کی قسم کو بر یعنی نباہنا واجب ہے کرکے اعتقاد کیا تو کافر ہوگا بحر
رایق مین لکھا ہے اگر کہا تیرے سر کی قسم یا بادشاہ کے سر کی قسم اور اعتقاد کیا کہ اِس
قسم کو نباہنا واجب ہے تو کافر ہوگا انتہی وہ جو ابن القیم کہا اللہ کے غیر کی نذر کفر ہے اس مین
بھی وہی تفصیل ہے نذر غیر کی جو کیا ہے اگر اُس سے اللہ کی تعظیم کی سی تعظیم کا قصد کیا تو
کافر ہوگا ویسی تعظیم کا قصد نہ ہو تو کافر نہ ہوگا مذہب شافعیہ مین بزرگون کے نام کی نذر کرنا

اِس طور پر کہ مین نے فلانے بزرگ کی نذر کیا ہون تو صحیح ہی کیونکہ اُس نے بزرگ کی طرف نذر
کی جو نسبت کیا سو مجازا ہی اُس سے غرض یہہ ہی کہ مین اللہ کی نذر کرتا ہون کہ وہ مال فلانے
بزرگ کو دیوُن یا مثلاً اُسکے قبر کی پاس کے مصلحتون مین صرف کرون معلوم ہوا کہ اُس
نذر سے مقصود اللہ کی نذر ہی اوُر ولی یا اُسکی درگاہ کے خدام مثلاً نذر کے مصرف ہین
امام نووی منہاج مین لکھا ہی جو قربت یعنی نیک کام کہ ابتدا مین اُسکا کرنا واجب نہین
اُسکی نذر کیا تو صحیح ہی ابن حجر مکی اوُر رملی اُسکی شرح مین کہتے ہین از جملہ نیک کام میت کو
یا قبر کو تصدق دینی ہی بشرطیکہ اُس سے میت کی ملک گردانے کا ارادہ نکرے اوُر وہان
ایسا دستور جاری رہے کہ نذر جو آتی ہی اُسکو مثلاً فقرا کو دیتے ہین اگر یہہ دستور مقرر نہین ہی تو
نذر باطل ہی اوُر بھی کہے ہین بعضی عوام کہتے ہین مین نے یہہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے ٹھہرایا سو یہہ نذر صحیح ہی کیونکہ اُنکے محاورے مین یہہ لفظ نذر کے واسطے مشہور ہی
پھر اُس چیز کو حجرۂ شریف کے کام مین صرف کرنا اوُر بھی کہے ہین میت کو دیُونگا کر کر
نذر کیا تو صحیح نہین مگر کہیگا فلانے بزرگ کی قبر کو دونگا اوُر اُس سے نیک کام کا ارادہ
کیا مثلاً قبر پاس چراغ روشن کرنا تا لوگ اُسکی روشنی سے نفع لیوین یا نذر کو کسی خاص

مصرف مین خرچ کرنیکی عادت مقرر رہے تو اُس وقت صحیح ہی انہی چراغ روشن کرنے کو
شرط کیا کہ لوگ اُس سے نفع لیوین کیونکہ قبر کی پاس چراغ لگانیکی نذر کیا تا قبر پاس فقط
روشنی رہے تو صحیح نہین اگر قبر کی تعظیم یا وہان جو شخص مدفون ہی اُسکی تقرب کے واسطے
چراغ روشن کرنیکی نیّت کیا تو باطل ہی چنانچہ اسنی المطالب مین لکھا ہی کسی نے سوال
کیا اولیا کے لئے نذر جو کرتے ہین وہ صحیح ہی یا نہین اور نذر کی چیز جس کو دینے کی
نیّت کرتے ہین وہ زندہ ہو تو اُسی کو دیوے یا کسی فقیر و مسکین کو دیوے اور جس ولی
کو دینے کی نذر ہی وہ ولی مُوا ہو تو اُسکی اولاد و قرابت والون کو دینا یا اُسکی طریق
پر جو چلتا ہی یا اُسکے حلقے مین جو بیٹھتا ہی یا اُسکا جو فقیر ہی اُنکو دینا ابن حجر مکی نے
اپنے فتاوی مین اِس سوال کا جواب یون دیا ہی نذر کرنا ولی کو جو زندہ ہو صحیح ہی
اور وہ نذر کی چیز اُسکو دینا واجب ہی اُس مین دوسرے کو کچھ دینا جائز نہین ولی جو
مُوا ہی اُسکے لئے نذر کیا ہی تو دیکھئے نذر کرنیوالے کی نیّت کیا ہی اگر میّت ہی کا قصد ہی
تو نذر باطل ہی اگر دوسری قربت کا ارادہ کیا جیسی اُسکی اولاد اور خلیفے یا کھانا
کھلانا فقرا کو جو اُسکی قبر پاس رہتے ہین یا دوسرا کوئی نیک کام جو اُس ولی سے متعلق ہی تو

نذر صحیح ہی پھر جس کام مین خرچ کرنیکی نیت کیا ہی اُسی مین خرچ کرنا اگر کسی ایک چیز کا قصد
نہین کیا ہو تو نذر صحیح نہین مگر نذر کرنیوالے کے زمانے مین لوگون کی عادت مشہور
و جاری ہی کہ اُس میت کی نذر کو کسی مخصوص کام مین جو ہمنے کہے صرف کرتے ہین اوٗر
وہانکے سب لوگون کا عمل اُسی عادت کے موافق ہی اوٗر نذر کرنیوالے کو بھی وہ عادت
معلوم ہی تو اُس صورت مین ظاہر یہہ ہی کہ اسکی نذر کو بھی اُسی عادت پر حمل کرنا انتہی
ابو حنیفہ کے مذہب مین یہہ نذر صحیح نہین بحر رایق مین شیخ قاسم کی شرح درر سے
نقل کیا ہی کہ عوام جو نذر کرتے ہین چنانچہ ہم دیکھتے ہین کسی کا قرابتی کہین چلا جاتا ہی
یا کوئی بیمار رہوتا ہی یا اوٗر کوئی ضرورت درپیش ہوتی ہی تو بعضی صلحا کی قبر کے پاس اکے
اُسکا غلاف سر پر ڈالتے ہین اوٗر کہتے ہین فلانے پیر میرا قرابتی پھر کر آوے یا میرا بیمار تندرست
ہو یا میری مراد بر آوے تو تمکو اس قدر اشرفی یا روپے یا کھانا یا پانی یا موم بتی یا تیل
دونگا سو یہہ نذر بالاجماع باطل ہی چند وجہ سے ایک تو یہہ مخلوق کی نذر ہی مخلوق
کی نذر کرنا جایز نہین کیونکہ نذر عبادت ہی عبادت مخلوق کے لئے
نہین ہوتی دوسری وجہ جسکی نذر کئے وہ میت ہی میت کسی چیز کا مالک نہین ہوتا

تیسری

تیسری وجہ اُس نے گمان کیا اللہ کے سوائے میت کو کاموں مین تصرف کرنیکا اختیار ہی
ایسا اعتقاد کرنا کفر ہی مگر یون بولا یا اللہ مین تیری نذر کرتا ہون میرا بیمار صحت پاویگا یا گیا
شخص آویگا یا میری مراد برآویگی تو بی بی نفیسہ یا امام شافعی یا امام لیث کی درگاہ کے پاس
کے فقیرون کو مین کھانا کھلاؤنگا یا انکی مسجد کے واسطے حصیر خرید کرکے دونگا یا مسجد کی
روشنی کے واسطے تیل دونگا یا مسجد کے خادمون کو پیسا دونگا یا انکے سوائے اور کچھ
چیز کہ جس مین فقرا کو منفعت ہو اور نذر اللہ تعالی کو اور بزرگ کا نام لیا سو وہانکے مسجد
مین یا خانقاہ مین یا سرا مین رہنے والے مستحقون کو دینے کی خاطر کیا ہی تو اس کے اعتبار
کرتے نذر جائز ہی کیونکہ نذر کا مصرف فقرا ہین وہ مصرف تو موجود ہی اور وہ نذر وہانکے
منصب دار کو اور غنی کو جو محتاج نہین دینا جائز نہین اور انھون کو لینا بھی جائز نہین
جب تک محتاج فقیر نہ ہون اور انکے قرابتی کو قرابت کی جہت سے یا عالم کو علم کی جہت
سے لینا حلال نہین جب تک فقیر نہ ہون اور نذر اغنیا کو دینا شرع مین ثابت نہ ہوا کیونکہ
مخلوق کی نذر حرام ہونے پر سب کا اتفاق ہی اور وہ نذر نہ منعقد ہوگی اور نہ اُسکو ادا
کرنا تجھ پر واجب ہوگا اور وہ حرام اور بری کمائی ہی اور بزرگ کے خادم کو اُس کا لینا

اور کھانا اور کسی وجہ سے اُس مین تصرف کرنا روا نہین مگر وہ خادم فقیر ہو یا اُس کے عیال فقرا ہون اور کسب کرنے سے عاجز اور مُضطر بن گئے ہین تو اُس وقت بر سبیل تازے صدقے کے لیوین لیکن اُس وقت بھی لینا مکروہ ہی جب تک نذر کرنیوالا اللہ کی تقرب کا اور فقرا کو دینے کا اور بزرگ کی نذر سے درگذر نیکا قصد نہ کرے اِسکو جب تو معلوم کیا تو اب سُن پیسے موم بتی تیل وغیرہ بزرگون کی قبور پاس اُنکی تقرب کے واسطے لیجانی اور اِن چیزون کو لینا مسلمانون کے بالاتفاق حرام ہی جب تک جیسے فقرا کو دینے کا قصد نہ کرین اِنتہی ذبح کا حکم جو ابن حجر مکی نے زواجر مین لکھا ہی اُس کا خلاصہ کہتا ہون جس نے اللہ کے غیر کے نام سے جانور ذبح کیا اور اُس غیر کی تعظیم کا قصد کیا جیسا عبادت اور سجود سے اللہ کی تعظیم کرتے ہین تو کافر ہوگا اگر ایسی تعظیم کا قصد نہ ہو تو گناہ کبیرہ ہی اگر ذبح کرنیوالا باسمِ اللّٰہِ وَاسم محمد بولا یا باسمِ اللّٰہِ وَمحمدٍ رسُولِ اللّٰہِ دال کے زیر سے بولا یا کتابی کنیسہ اور صلیب کے واسطے ذبح کیا یا موسیٰ یا عیسیٰ کے واسطے یا مُسلمان کعبے کے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے یا بادشاہ وغیرہ کے تقرب کے واسطے یا جن کے واسطے تو اِن تمام صورتون مین جانور مردار ہوتا ہی

ذبح کا حکم

اگر بادشاہ یا دوست آنیکی خوشی کا قصد کیا یا اللہ کے شکر کا یا نا خوش ہوا تھا سو شخص
خوش ہونیکا یا اللہ کی تقرب کا قصد کیا جن دفع ہونے تو ان تمام صورتون مین حلال ہی
دوسرے مقام مین لکھا ہی مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ یعنی ذبح کیا ہوا بت کے نام پر
حرام ہی اَہَلَّ کی معنی آواز بلند کرنا مشرک لوگ ذبح کے وقت بِاسْمِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰی
کرکے پکارتے تھے سو اللہ تعالی اُس جانور کو کھانا حرام کیا اِس صورت مین معنی
مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ کی یون ہوگی مَا ذُبِحَ لِلطَّوَاغِيتِ وَالْاَصْنَامِ
یعنی وہ جو ذبح کئے طواغیت اور بتون کے واسطے مفسرون کی ایک جماعت ایسا ہی
کہی ہی دوسرے لوگ کہتے ہین اسکی معنی مَا ذُكِرَ عَلَيْهِ غَيْرُ اسْمِ اللّٰهِ یعنی اُس پر
اللہ کے نام کے غیر کو ذکر کئے ہین امام فخر الدین رازی قول ثانی کو اولی بولا ہی کیا واسطے
الفاظ کے ساتھ اِس معنی کو نہایت مطابقت ہی علما کہتے ہین مسلمان جانور کو ذبح کیا
اور اُس سے اللہ کے غیر کے تقرب کا ارادہ کیا تو مرتد ہوگا اور جانور مردار اسنی
المطالب مین لکھا سو اُس کا حاصل یہہ ہی اللہ کے غیر کے نام سے جس چیز کو ذبح کرین وہ
حلال نہین کیونکہ وہ مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ مین داخل ہی بلکہ اُنکی تعظیم و عبادت کے

واسطے ذبح کیا تو کافر ہوگا جیسا اُنکی تعظیم و عبادت کے واسطے سجدہ کیا تو کافر ہوتا ہے
انتہی سر کے بال مونڈنے کا مسئلہ شافعی اور حنفی کتب مین اس عاصی کے نظر سے نہین
گذرا رکوع وغیرہ کا جو حکم کہے اس کا بھی وہی حکم ہوگا ابن تیمیہ جو کہا ہی کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو کچھ جاہ نہین اور آپ سے توسل کرنا جائز نہین اور بعضے اُسکے تابعدار کہتے ہین
اللہ جسکو چاہے اُسکو شفیع اُسکا بنادیگا شفاعت کو اُسکے اختیار پر چھوڑ دینا اپنے لئے شفاعت
کسی سے نہ مانگنا بلکہ بعضے کہتے ہین شفاعت کا سوال کرنا شرک ہی غرض یہہ لوگ جو
یے باتین کہتے ہین بدعقیدہ ہین اہل سنت وجماعت کا یہہ عقیدہ نہین ابن تیمیہ کا اختراع
ہی ایسے فاسد عقیدے سے آدمی بدعتی کہلاویگا اب ہمنے شفاعت کا
بیان کرکے بعد اس عقیدے کے فاسد ہونے کی دلیلین لکھینگے معلوم کیجیے
اہل سنت وجماعت کا مذہب یہہ ہی کہ شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور دوسرے انبیا
اور شہدا وغیرہ کی گناہ گارون کے لئے حق ہی اگرچہ گناہ کبیرہ اُنسے سرزد ہون بعضے
گناہ گار دوزخ مین داخل ہونے کے قبل شفاعت سے چھٹکارا پاوینگے اور بعضے دوزخ
مین داخل ہوئے بعد معتزلہ جو بدعتی مذہب والون مین ایک فرقہ ہی کہتے ہین

شفاعت کا بیان

گناہ

گناہ کبیرہ والا جو اپنی گناہ سے توبہ نہین کیا اُسکی شفاعت نہین اللہ تعالی کے جو مطیع
اوؔر گناہان کبایر سے توبہ کیے ہین فقط اُنکے مرتبے بلند کرنے کے لئے شفاعت ہوویگی بعضی
آیتون کو جو اُس دِن کسی کی شفاعت مقبول نہ ہوگی کرکے آئی ہین اپنی دلیل ٹھہراتے ہین
اہل سُنّت اسکا جواب دیتے ہین کہ وے آیتین اُنکی شان مین ہین جو کہتے تھے ہم کیسا بھی گناہ
کرین لیکن ہمکو ہمارے اباؔ اجداد شفاعت کرینگے حاصل یہہ ہی کہ وہ آیتین کافرون کی
شان مین ہین اوؔر یہہ بھی جواب دیتے ہین کہ انبیا وغیرہ شفاعت جو کرینگے سو اللہ کے
اِذن سے کرینگے اللہ تعالی فرماتا ہی مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ
یعنی کوؔن ہی وہ جو سفارش کرے اُسکے پاس مگر اُسکے امر سے اِس آیت مین اللہ تعالی
اپنی عظمت وکبریائی کی شان بیان کیا کہ کوئی اُس کا ہمسر اوؔر مقابل نہین جو اُسکے ارادے کو
عاجزی اوؔر سفارش سے دفع کرے کیا مجال کہ عِناد کی راہ کرنے یا برابری سے اُس کے
اِرادے کے آڑ آوے اُسکے حضور مین اُسکے بے حکم کسی کو بات کرنیکی طاقت نہین بات کرنا
جب چاہتے ہین تو اُس سے اِذن لیتے ہین اللہ تعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
مومنون کے لئے شفاعت کرو اوؔر بخشش مانگو کرکے حکم کرچکا اوؔر قیامت کے دِن

جب اذن مانگینگے تو کہیگا سَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ یعنی تو کیا مانگتا سو مانگ دینگے اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہونگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن اللہ سے حکم لینا اور شفاعت کروانا اتنے احادیث سے ثابت ہی کہ جسکے انکار کا مجال نہین شفاعت بالاذن کی یہہ معنی نہین کہ گناہ گار گناہ پر نادم ہوکے اللہ ہی سے رجوع لاوے اور کسی کو اپنا سفارشی نہ ٹھہراوے اور اللہ کی مرضی اُسکے بخشنے پر دیکھ کے کوئی شفاعت کرے کیونکہ شفاعت بالاذن اِسکو بولنا معتزلی مذہب ہی اور وہ جو بولتے ہین نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل اور شفاعت نہ چاہنا کیونکہ اللہ جسکو چاہیگا تو اُس کو شفیع بنادیگا سو بات احادیث اور اہل سنت کے اعتقاد کا خلاف ہی قیامت کے دن لوگ انبیا پاس اپنی شفاعت کے واسطے جاوینگے پھر سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکے عرض کرینگے کہ ہمارے لئے اللہ تعالی کے پاس شفاعت کرو اگر اللہ جسکو چاہے اُسکو شفیع بناتا ہوتا تو وے سب خاموش رہتے اور سَوَاد بن قَارِب رضی اللہ عنہ جب ایمان لائے تو اپنے ابیات حضور مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھے از انجملہ یہہ بیت بھی اُس مین ہے

وَكُنْ لِي شَفِيعًا يَوْمَ لَا ذُو شَفَاعَةٍ ۞ سِوَاكَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبٍ

یعنی

یعنی یارسول اللہ آپ میرے شفیع ہو اُس دِن جو آپ کے سوائے کوئی شفیع سواد بن قارب کو
نفع نہ دیگا ابن شاہین وغیرہ اِسکو روایت کئے ہین اگر یہہ سوال جایز نہوتا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اُنکو اِس سے منع کرتے اوٗر امام احمد نے زیاد بن ابی زیاد سے جو مولی
بنی مخزوم کا ہی روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم مجھے خبر دیا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اکثر خادم کو کہا کرتے تجکو کچھ حاجت ہو تو کہہ دے ایک دِن خادم نے عرض کیا
یا رسول اللہ میری یہہ حاجت ہی کہ قیامت کے دِن آپ میری شفاعت کرین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے تجھے یہہ غرض ہو تو بہت سجدون سے تو میری اعانت کر یعنی نفل
نماز بہت پڑھا کر تا مین تیری شفاعت کرون جلال الدین سیوطی نے کہا ہی کہ اِس حدیث
کی سند صحیح ہی اوٗر امام احمد اوٗر ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہین کہ انہون نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ قیامت کے دِن آپ میری شفاعت
کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے مین شفاعت کرونگا اوٗر ترمذی اوٗر نسائی وغیرہ نے
نابینا جو اپنی انکھین روشن ہونے کے واسطے دعا چاہتا تھا سو اُسکے قصے مین روایت کئے ہین
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُسکو فرمائے تو وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ پھر بعد یہہ دعا کر

اَللّٰھُمَّ اِنِّي اَسْأَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا مُحَمَّدُ اِنِّي اَتَوَجَّهُ بِكَ اِلٰى رَبِّي فِي حَاجَتِي لِتُقْضٰى لِي
اَللّٰھُمَّ شَفِّعْهُ اور عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت مین عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ
جو صحابی ہین یہہ دُعا پڑھنے کا کسی کو امر کیئے تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو شفیع کرنا اور آپ سے شفاعت چاہنا جائز ہی صحابہ کے فعل سے ثابت ہوا ہی
امام مجتہد تقی الدین سُبکی نے اِس کے جواز پر بہت سا کلام کیا ہی اور بہت سے حدیث
و دلیل اُس کے جواز پر ذکر کیا ہی مین نے دلایل چھوڑ دیکر اُسکے کلام کا خلاصہ لکھا ہون
اُس نے لکھا ہی اللہ تعالی کی طرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسّل اور استغاثہ اور تشفع
کرنا جائز اور مستحسن ہی یہہ جائز و مستحسن ہونا ہر دیندار کو معلوم ہی انبیا اور مرسلین
علیہم الصلوٰۃ والسلام ایسا ہی کیئے ہین سابق کے صلحا اور علما اور عوام مسلمین کی
یہی عادت تھی اہل ادیان سے کوئی اِسکا اِنکار نہ کیا اور نہ کسی زمانے مین کوئی منع کیا
کر کے ہم سُنے ابن تیمیہ نے آگے اِس مین سخن کیا اور بے علم لوگون کو شُبہے مین ڈالا کسی
زمانے مین ہوئی نتھی سو بدعت نکالا ابن تیمیہ کو رد کرنیکے واسطے اتنی بات بس ہی کہ اُس نے

اپنے اگلے کا کوئی عالم نہ بولا سو بات ایجاد کیا اِس بات کے کہنے سے مسلمانون کے پاس
وہ بہت بے اعتبار ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا سب حالتون مین جائز ہی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدایش کے قبل اور پیدایش کے بعد جب تک حضرت زندہ تھے اور حضرت
کی وفات کے بعد برزخ مین اور محشر مین اور جنت مین اور یہہ توسّل و تشفّع و استغاثہ
تین قسم پر ہی پہلی قسم اِس طور سے توسل کرنا کہ حاجتمند اللہ تعالیٰ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی جاہ سے یا برکت سے سوال کرے یعنی اس طور سے کہے کہ یا اللہ مین تجھہ سے سوال کرتا ہون
کہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے یا آپکی جاہ سے یا آپکی برکت سے
میری فلانی حاجت برلا اِس معنی کو سائل نے توسل کے لفظ سے ادا کرے یا استغاثہ
یا توجہ یا تشفّع غرض بندہ اللہ تعالیٰ سے ایسے شخص کے واسطے سے
کہ اُس شخص کو اللہ تعالیٰ کے پاس یقینا قدر و منزلت ہو سوال کرنا جائز ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے پاس بہت بڑا مرتبہ اور بڑی قدر و منزلت رہنا
یعنی بات ہی پھر عادت ایسی ہی کہ کسی شخص کو کسی کے پاس ایسی قدر و منزلت ہو
کہ اگر وہ شخص سفارش کرے تو قبول کرتا ہی پھر اُس شخص کی غیبت مین کسی نے اُس شخص

کی طرف منسوب ہو اُس سے توسل اور تشفع کر کے سوال کیا تو اُس شخص کے اکرام کے
خاطر اُس سائل کی بات پذیرا ہوتی ہی اگرچہ وہ شخص حاضر نہ ہو اور شفاعت نہ کرے
دوسری قسم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کرنا اور چاہنا کہ یا رسول اللہ میرے لئے
آپ دعا کرو اس قسم کا توسل بھی جائز ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ
کے وقت قحط جو ہوا تھا صحابہ سے ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آکے
کہا یا رسول اللہ آپ اپنی اُمت کے واسطے اللہ تعالیٰ سے مینہہ مانگو الحدیث اِس
قسم کی دُعا کرنے سے کچھ مانع نہین کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اِس حالت مین
یعنی برزخ مین اپنے پروردگار عزّ وجل سے دُعا کرنا کچھ ممتنع نہین اور نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے کوئی شخص کچھ سوال کرے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُسکے سوال کا علم
حاصل ہوتا ہی کہ کے حدیث مین آیا ہی جب یہہ دونون امر ثابت ہو چکے تو کسی امر کا
سوال کرنے سے کوئی شئی مانع نہین تیسری قسم توسل کی یہہ ہی کہ خود ہی نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے اپنا مقصد چاہنا اور کہنا کہ یا رسول اللہ میری فلانی حاجت آپ بر لاؤ
یہہ سوال اِس معنی پر ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قدرت ہی کہ پروردگار عزّ وجل سے

سوال و شفاعت کرکے اُسکی حاجت برآنیکا سبب ہون اِس طور کے سوال مین بھی بہت سی احادیث ہین اور اِس سوال سے یہی مقصود ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکی حاجت برآنیکا سبب اور شافع ہون یہہ مقصود نہین کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہی اُس کی حاجت روائی مین مستقل ہین کیونکہ کوئی مسلمان یہہ قصد نہ کریگا پھر سخن کو اِسکی طرف پھیرنا اور لوگون کو اُس سے منع کرنا دین مین خلل اور عوام موحدین کو تشویش مین ڈالنا ہی سبکی کے کلام کا خلاصہ تمام ہوا شیخ ابن حجر مکی بھی کتاب جوہر المنظم مین ایسا ہی لکھا ہی اور امام ابوصیری قصیدۂ بردہ مین کہا ہی ،، یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُ بِہٖ ،، سِوَاكَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمِمْ ،، یعنی تمام خلق پر جب حادثہ گذرے تو یارسول اللہ آپکے سوائے میرا کون ہی جو مین اُس کی پناہ ڈھونڈھون یہہ بیت بھی سوال و توسل کے جواز پر دلیل ہی بہت سے علمائے محققین اِس قصیدے کی شرح بنائے ہین لیکن کسی نے اُس کے عدم جواز کی بابت نہ لکھا اگر اِس قسم کا سوال درست نہ ہوتا تو کوئی تو کہتا شیخ جلال الدین محلی جو ائمۂ شافعیہ سے ہی اِس بیت کی شرح مین انس رضی اللہ عنہ کی حدیث جو رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے شفاعت کرو کرکے کہے تھے ذکر کرکے کہتا ہی اِس حدیث
مین اور مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ مین کچھ تعارض نہین کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس کا اذن ہو چکا یا اذن مانگیگے تو اللہ تعالی قبول
کریگا ائمہ علما آیت اور حدیث مین اِسی طرح سے ربط دیتے ہین اور جس شخص کو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کرونگا کرکے وعدہ نہین کئے جیسے ناظم قصیدہ اور
اُس کے سوائے اور لوگ جنھون کا سوال کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہی
یا نہین سو جائز ہی کہ انکے لئے شفاعت کرنیکو اللہ تعالی اذن دیویگا اور جسکے سوال
سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم نہین ہی تو اللہ تعالی اُس حضرت کو اطلاع کریگا
اللہ کا کرم واسع ہی انتہی امام ابو صیری رحمۃ اللہ علیہ جو کہا آپکے سوائے میرا کون
ہی جو اُس سے التجا کرون اِس مین اشارہ ہی کہ جناب الہی مین اس اُمت کو شفاعت
کرنیوالا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوائے کوئی نہین دوسرے تمام جو شفاعت
کرینگے تو آپ ہی کے طفیل سے کرینگے انکی شفاعت حقیقت مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ہی شفاعت ہی امام تقی الدین سُبکی نے لکھا ہی کہ احادیث سے ثابت ہوا

ہی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن تمام انبیا کے پیشوا اور صاحب شفاعت رہینگے
انبیا جس کی شفاعت کرین تو اسکی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہی
ہوگی تو کوئی شفاعت اور کسی شخص کی شفاعت خواہ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی ملت مین رہے یا نرہے حضرت کی شفاعت سے خارج نہین ہوتی کیونکہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انبیا کے بھی شفیع رہینگے اور سب انبیا حضرت کے جھنڈے
کے نیچے رہینگے تو وے جس کے واسطے شفاعت کرین تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے
سب سے وے شفاعت مین پیش قدمی کئے انکی شفاعت قبول کرنی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول کرنی ہی پھر انبیا کی شفاعت کسی شخص کے حق مین ہو
وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مین داخل ہی اور مومنان جس کے لئے شفاعت
کرینگے تو وہ بھی حضرت کی شفاعت مین بطریق اولی داخل ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم شفیع الشفعا ہین پھر سبکی نے کہا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت
کے گناہ گار جو دوزخ مین داخل ہووینگے وے تمام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے ہی
دوزخ سے نجات پاوینگے اگر بعضون کی شفاعت مسلمان بھائی کرین تو انکی شفاعت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہی مین داخل ہی پھر سبکی نے لکھا ہی قیامت کے دن
لوگ انبیا سے جو التجا کرینگے اُس مین انبیا سے توسل کرنا دنیا و آخرت مین جائز
ہونے پر بڑی دلیل ہی اور گناہ گار اللہ تعالی کے پاس وسیلہ کرنا ایسے شخص کو جو اُسنے
اللہ کے پاس قرب و منزلت رکھتا ہو امر معلوم ہی اِس بات کا کوئی منکر نہین پھر اِس
توسل کو تشفع کہے یا استغاثہ یہہ توسل ویسا نہین جو مشرک لوگ اللہ تعالی کے
غیر کی عبادت کرکے اُس سے اللہ تعالی کا تقرب ڈھونڈھتے ہین کیونکہ وہ تقرب
کفر ہی مسلمان جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یا دوسرے انبیا اور صلحا سے توسل کرتے
ہین تو اُنھون کی عبادت نہین کرتے اور اللہ تعالی کی وحدانیت سے نہین نکلتے
اور اعتقاد کرتے ہین کہ نفع اور ضرر پہنچانیوالا وہی اللہ وحدہ سبحانہ ہی اُسکے بعد
سُبکی نے قاضی عیاض سے نقل کیا ہی کہ سلفِ صالح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا
سوال کرنا اور اُسکے راغب ہونا بکثرت منقول ہوا ہی انتہی ابن حجر مکی بھی سُبکی کے
مطابق لکھا ہی علامہ ابن مرزوق تلمسانی نے قصیدہ بُردہ کی شرح مین لکھا ہی کہ بلا کی
سے نجات اور دونون جہان مین خوبی حاصل ہونیکے لئے جن اسباب سے امید رکھتے

ہین اُمین کا قوی سبب محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالی کی طرف توسل اور تشفع کرنا ہے
کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا واخرت مین ہمارا وسیلہ ہین ہین انتہی یا اللہ ہم تیرے
حبیب اور رسول محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارا وسیلہ کرکے سوال کرتے ہین
توہمکو قیامت کے جنجال سے بچا اور ہمارے گناہون کی آتش کو تیری رحمت کے
آب زلال سے بجھا اور سید المرسلین کو ہمارا شفیع کرا اور انکی محبت کا دھندھا
ہمارے دلمین بھر یا رسول اللہ ہمنے آپکا دامن پکڑے ہین ہماری سفارش جناب باری
مین کرو وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَشَفِيعِ الْمُذْنِبِينَ خَيْرِ خَلْقِ اللّٰهِ
وَوَسِيلَتِنَا اِلَى اللّٰهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَمَنْ اَحَبَّهٗ وَوَالَاهُ
مؤلف اِس رسالے کے کہتے ہین سترھوین محرم ۱۲۶۴ سنہ یکہزار دوسو چونسٹھ ہجری
مین اِس رسالے کے مسودے سے ہمکو فراغت ہوئی کتبہ مؤلفہ صبغۃ اللہ بن محمد غوث

کان اللہ لہما ولاسلافہما آمین آمین آمین

الحمد للہ والمنہ یہہ رسالہ گلزار ہدایت کا جو تصنیف ہے جناب قبلہ کونین وکعبہ دارین
مولوی محمد صبغۃ اللہ امام العلما قاضی الملک بہادر مدظلہ العالی کی شنبے کے روز

بارھوین رمضان المبارک سنہ ۱۲۶۴ یکہزار دوسو چوسٹ ہجری مین حسب خواہش برادر عزیز القدر محمد غوث کے ہاتھ سے سید حبیب اللہ بن سید قاسم الحسینی کے تصحیح سے مصنف کے اہتمام سمیت مصنف کی ثبت مہر سے زیب و زینت پایا

جناب عالم محقق فاضل مدقق حاوی اصل و فرع دانندہ رموز شرع قاضی القضاۃ افضل العلما مولوی ارتضا علی خان بہادر دامت برکاتہ کی دستخط و مہر کی نقل

باسمہ العلی الاعلی

سبحان اللہ عندلیب خیابان فصاحت نے اس حدیقہ دلپذیر کو جو بیان مین اتباع شریعت غرا کے ہر کس خوبی اور خوش اسلوبی سے آب و رنگ تازہ بخشا اور اس رسالے کو

گلہا

گلہاے رنگا رنگِ احادیث قویّہ اور پھولوں طرح طرح کے دلایل سنیّہ سے گلزار ہدایت بنایا یہہ گلزمین اہتد احسن و خاشاک شکوک و شبہات سے مصفّا ہی اور یہہ بساط رنگین زیبا گرد و غبارِ ورود اعتراضات سے مبرّا مشاہدہ اسکا سرمۂ چشم اولو االابصار ہی اور واسطے تیرہ درونانِ تنگناے گمراہی کے مشعل انوار اِس گلستان بہار کو اگر باغ جنان کہئے بجا ہی اور اِس گلشن ہمیشہ بہار کو اگر ریاض رضوان بولئے روا جزی اللّٰہ سبحانہ عنّا المؤلف الفاضل خیر الجزاء هٰذا ما كتبه العبد الضعيف الراجي رحمة ربه القوي ابو علي محمد ارتضا الصفوي كان الله له في الآخرة والاولى

جناب عالمِ کامل سر دفترِ افاضل جامع منقول و معقول حاوی فروع و اصول سراج العلما مولانا و شیخنا محمد سعید اسلمی مدظلہ العالی کی مُہر و دستخط کی نقل

یہہ رسالۂ شریفہ مقبول تر ہی خدا کی درگاہ مین اور نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور ہر مومن کیتین حق و صدق جاننا اسکا لازم و متحتم ہی کیواسطے کہ مطالب اسکے
مطابق کتاب مجید و سنت غرا سرور عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام و اجماع امت
سلف صالحین ہین خداے تعالی مؤلف کیتین اسکے جزای خیر و ثواب جزیل
دونون جہان مین کرامت فرماوے کہ جسکے لکھنے سے اصلاح عوام امت کا
ورد اختلاف ملحدین کا حاصل ہوا وللہ الحمد ولہ المنۃ وصلی اللہ وسلم وبارک
علی خیر خلقہ محمد سید من نطق بالصواب وعلی آلہ واصحابہ ومن تبعہم بالاحسان
فی یوم الحساب کتبہ العبد الضعیف العاصی محمد سعید الاسلمی عفی اللہ عنہ
وعن والدیہ

جناب عالم علامہ فاضل یگانہ سرآمد اہل صلاح مرکز دائرۂ ارباب فلاح
مدار الامر اشرف الملک مولوی عبد الوہاب مد ظلہ العالی کی مہر و دستخط کی نقل

یہہ رسالہ موافق شریعت اوؔر مطابق مذہب حقہ کے ہی کتبہ العاصی عبدالوہاب عفی اللہ عنہ

جناب عالم کامل مرجع ارباب فضایل واقف حقایق کاشف دقایق مولوی جمال الدین احمد صاحب دام مجدہ کی دستخط کی نقل

الحق یہہ رسالہ گلزار ہدایت ہی موافق متکلمین اہل سنت وجماعت کے ہی ہر مومن کو چاہیے کہ اِس گلزار آراستہ کی روش روش پر سیر کرتا رہے اوؔر ہر چمن سے پھول چنتا رہے اوؔر ہر ہر گل کی بو کو امتیاز کرتا ہوا دل ودماغ اپنے کو بساتا و سواس دلی اوؔر خیالات دماغی کو دور کرے اوؔر دل ودماغ کیتین اُن پھولون کے سونگنے سے قوّت دیوے اللہ تعالی ایسے باغبان چمن ہدایت کو جاگیرِ جہان ترو تازہ مشرف فرماوے اوؔر چمن عدن سے ثمرۂ رضوان دیکے سیر کرے آمین یا ربّ العالمین کتبہ جمال الدّین احمد عفا اللہ عنہ

تاریخ اتمام کتاب از مولوی شاہ میران محی الدین صاحب واقف

بہار ہدایت کے گلزار سے | ہوا قاضی الملک جب گل فشان
دیا مجھکو رضوان یہہ گلبرگ سال | یہ گلزار مینو رہے بے خزان

۱۲۶۴

ایضاً ولہ

چو گلزار ہدایت یافت فی الفور | بآئین بہین آغاز و انجام
بگوشم واقف اسرار فرمود | ز تاریخ بنا تاریخ اتمام

۱۲۶۴

از شیرین سخن خان راقم

تالیف چو یافت نسخہ فیض آگین | از قاضی اسلام کرماند قایم
فرمود خرد سنش بہ راقم یارب | شادابی گلزار ہدایت دایم

۱۲۶۴

از سید محمد غوث

بنا ہی قاضی اسلام کے ہاتھ | یہہ گلزار ہدایت خوشطرح جب
کہا یاؤن ملحد کے قلم کر | یہ گلزار شریعت ہی فلک تب

۱۲۶۴

ایضاً ولہ

بی

کیا گلزار ہدایت کا بنا جب قاضی ہوے ارباب ضلالت کے سراسر روپوش
بزم تاریخ سے فی الفور وہابی بھاگا گل گلزار شریعت کہا ناگاہ سروش

از سید حبیب اللہ الحسینی

ز فیض قاضی الاسلام گلزار ہدایت شد سراپا خوب تر خوب از بہار جنت الماوا
بہ پرسیدم ز ہاتف سال تاریخش بگفت از من زشمشیر ہدایت قطع کن فرق وہابی را
۱۲۹۳

از سید احمد شاہ صاحب قادری الصبغۃ اللّٰہی متخلص بہ شتاق

ہی پھولا خوب گلزار ہدایت کیا شب مرغ دل آشین بسیرا
کہا پاؤں کو باطل کے قلم کر
جزاک اللہ فی الدارین خیرا

آصفیہ ۱۲۹۴